ماہنامہ

جہانِ رضا

لاہور

بیاد

مجدد دین و ملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

اس شمارے میں آپ پڑھیں گے۔

مرکزی مجلسِ رضا

MARKAZI MAJLIS-E-REZA

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ کے افکار کا حقیقی و تحقیقی ترجمان

ماہنامہ جہانِ رضا لاہور

بانی مجلس رضا: حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ماہنامہ: حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر: محمد منیر رضا قادری رضوی عفی عنہ

جلد ۲۶ - دسمبر ۲۰۱۷ء، جنوری، فروری ۲۰۱۸ء / ربیع الاول، ربیع الآخر، جمادی الاول ۱۴۳۹ھ شمارہ ۲۳۴

قیمت فی شمارہ: -/30 روپے سالانہ چندہ -/400 روپے

مرکزی مجلس رضا

خط و کتابت اور ترسیل زر اور ملنے کا پتا:

مسلم کتابوی، گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ، لاہور

Email:muslimkitabevi@gmail.com, 042-37225605, 0321-4477511

حج وعمرہ کی آمدن کا مصرف

سعودی فرمانروا کنگ سلمان نے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو سعودی عرب کی تاریخ کے انتہائی مہنگے ذاتی تحائف سے نوازا ہے، جن کے چرچے ہر طرف پھیل چکے ہیں۔

امریکی صدر ٹرمپ کو سعودی فرمانروا کنگ سلمان کی طرف سے پیش کئے جانے والے تحائف میں انتہائی قیمتی اور نایاب ہیرا خالص سونے سے تیار کردہ گن، جس پر کنگ سلمان کی تصویر نقش تھی، 25 کلوگرام وزنی خالص سونے سے تیار کردہ تلوار جس پر ہیرے اور دیگر نادر قسم کے پتھر اور جواہر نصب ہیں، اس تلوار کی قیمت 200 ملین ڈالر ہے۔ ٹرمپ اور اس کے گھر والوں کیلئے سونے اور ہیروں سے تیار 25 گھڑیاں جن کی کل قیمت 200 ملین ڈالر ہے۔ علاوہ ازیں ہیرے اور جواہرات سے سجے 150 سے زائد عبایہ، سعودی دارالحکومت ریاض میں واقع سب سے بڑی شاہراہ ڈونلڈ ٹرمپ سے منسوب کردی گئی، اس شاہراہ کے شروع میں ٹرمپ کا ایک مجسمہ رکھ دیا جائے گا۔

تحائف میں امریکہ میں واقع مشہور مجسمہ آزادی کا ایک چھوٹا سا ہم شکل بھی شامل ہے، مگر یہ ہم شکل، ہیرے اور جواہرات سے تیار شدہ ہے، جسے ایک خاص سعودی طیارے کے ذریعے وائٹ ہاؤس منتقل کیا جائے گا۔

800 ملین ڈالر کی قیمتی یاٹ (کشتی) جس کی لمبائی 125 میٹر ہے اور یہ یاٹ دنیا کی سب سے لمبی یاٹ ہے، جس میں 80 کمرے اور 20 شاہی کمرے موجود ہیں۔ ان کمروں کے بیشتر اجزاء سونے سے تیار کردہ ہیں۔ اس یاٹ کو امریکی بحریہ کے ذریعے امریکہ روانہ کیا جائے گا۔

رپورٹ کے مطابق اس قدر قیمتی تحائف سعودی عرب نے پہلے کسی بھی سعودی عرب

کا دورہ کرنے والے صدر کو نہیں دیئے۔ سعودی فرمانروا کا اصرار تھا کہ یہ تحائف ٹرمپ کے ذاتی تحائف ہیں اور انہیں امریکہ کے عجائب گھروں میں نہ رکھا جائے۔

ان تمام تحائف کے علاوہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے سعودی عرب کے ساتھ 400 ارب ڈالر کے ہتھیاروں کی ڈیل کی ہے، جو دنیا میں طے پانے والی ہتھیاروں کی خرید وفروخت کی سب سے بڑی ڈیل ہے۔

واضح ہو کہ ٹرمپ وہی شخص ہے جس نے امریکی صدارتی الیکشن سے پہلے مسلمانوں کے خلاف خوب زہر اگلا تھا اور اس نے کہا تھا کہ وہ امریکہ سے تمام مسلمانوں کو بے دخل کر دیں گے۔ جبکہ صدر بننے کے بعد سات اسلامی ممالک کے باسیوں کے امریکہ میں داخلے پر پابندی لگادی۔ اور یہ اسی امریکہ کا صدر ہے جس نے دنیا میں بڑے پیمانے پر تباہی مچا رکھی ہے، امریکہ اپنے قیام 1776ء سے اب تک 227 مرتبہ اقوام عالم کے خلاف مسلح جارحیت کا ارتکاب کر چکا ہے۔ اخباری رپورٹ کے مطابق اب تک 171.5 ملین افراد کا قتل امریکیوں کی گردن پر ہے۔ (بشکریہ ماہنامہ مصلح الدین، کراچی)

طلب علم کی فرضیت: فکر رضا کی روشنی میں

(علامہ عبدالمبین نعمانی قادری)

حدیث شریف میں آیا ہے: "طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم" علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس سے ہر علم مراد یا کوئی خاص علم، اور خاص ہے تو وہ کون سا علم ہے۔ کچھ لوگ اس حدیث کو بالکل عام رکھتے ہیں اور دین و دنیا کے تمام علوم کی فرضیت پر اس سے استدلال کرتے ہیں حالانکہ یہ امر بداہیۃً باطل ہے کہ کل علم کی قید کے ساتھ ہر علم کی فرضیت پر عمل ہی ناممکن ہے۔ جب یہ ناقابل عمل ہے تو شریعت اس کا مکلف کیسے بنائے گی؟ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (اللہ تعالیٰ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا، مگر اس کی طاقت بھر)

آج کل علم کا بڑا چرچا ہے، تعلیم کو کافی فروغ بھی مل رہا ہے۔ تعلیم کی اہمیت و فضیلت پر تقریر و تحریر کے ذریعے زوردار انداز سے روشنی بھی ڈالی جا رہی ہے۔ "علم سیکھنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے" اس کا بھی بار بار ذکر کیا جاتا ہے۔ لیکن افسوس کہ اس علم سے کون سا علم مراد ہے اس کی تعین میں بہت من مانی سے کام لیا جاتا ہے جو جس علم کی اہمیت زیادہ سمجھتا ہے اس پر اس حدیث کو فٹ کرتا نظر آتا ہے بلکہ دیکھا یہ جاتا ہے کہ دنیوی علم کے دلدادہ اور فرنگی تہذیب کے شیدا حضرات اس حدیث کو بہت زیادہ پڑھتے اور سناتے اور اس کے ذریعہ دنیاوی علم کی طرف رغبت دلاتے ہیں۔ دنیوی علوم حاصل کرنا، صنعت و حرفت اور سائنس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا منع نہیں، اسلام اور علمائے اسلام نے اس سے کبھی منع نہیں کیا۔ البتہ اس بات کا غلط پروپیگنڈہ خوب کیا گیا۔ کسی چیز کا جائز ہونا اور بات ہے اور اس کی

فرضیت چیزے دِگر۔ دونوں کو گڈمڈ کرنا انصاف نہیں۔

شہنشاہ قلم تاجدار علم و فن، مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز سے بھی ایک بار سوال کیا گیا تھا کہ طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم میں العلم سے کون سا علم مراد ہے جسے فرض قرار دیا گیا ہے، امام موصوف نے اس کا جو جواب دیا ہے وہ قابل دید ہے اور لائق داد بھی۔ اہل انصاف پڑھیں اور اس تاجدار علم و فن کی عبقریت کا اعتراف کریں، اور جن کو اس سلسلے میں کوئی غلط فہمی ہو وہ اپنی غلط فہمی دور کر لیں۔ ذیل میں اصل فتوے کی تلخیص مع قدرے تشریح پیش کی جاتی ہے تاکہ فہم مضمون میں عوام کو دقت نہ ہو۔

الحدیث: طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم کو بوجہ کثرت طرف و تعدد مخارج حدیث حسن ہے اُس کا صریح مفاد ہر مسلمان مرد و عورت پر طلب علم کی فرضیت، تو یہ صادق نہ آئے گا مگر اوس علم پر جس کا تعلم (سیکھنا) فرض عین ہو اور فرض عین نہیں مگر اُن علوم کا سیکھنا جن کی خاطر انسان بالفعل اپنے دین میں محتاج ہو، اور ان علوم میں سب سے زیادہ اہم اور اکمل و اعلیٰ "علم اصول عقائد" (یعنی عقائد کی بنیادی باتوں کا علم) ہے جن کے اعتقاد (ماننے) سے آدمی مسلمان سنی المذہب ہوتا ہے اور جن کے انکار و مخالفت سے کافر یا بدعتی یعنی بدمذہب (ہو جاتا ہے) والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

O سب میں پہلا فرض آدمی پر اسی کا تعلم (سیکھنا) ہے اور اس کی طرف احتیاج (محتاج ہونے) میں سب یکساں ہیں، پھر علم مسائل نماز یعنی اس کے فرائض و شرائط و مفسدات جن کے جاننے سے نماز صحیح طور پر ادا کر سکے۔

O پھر جب رمضان آئے تو مسائل صوم (یعنی روزہ کے مسائل)

O مالک نصاب نامی ہو تو مسائل زکوٰۃ

O صاحب استطاعت ہو تو مسائل حج

O نکاح کیا جائے تو اس کے متعلق ضروری مسئلے

O تاجر ہو تو مسائل بیع و شراء (خرید و فروخت)

○ مزارع (کاشتکار) پر مسائل زراعت۔

○ موجر (کرایہ یا اجرت پر کام کرنے والا) ومستاجر (ٹھیکیدار یا مزدور)

اس پر مسائل اجارہ (کا جاننا ضروری ہے) وعلیٰ ھٰذا القیاس (یوں ہی) ہر شخص پر اس کی حاجت موجودہ کے مسئلے سیکھنا فرض عین ہے۔

○ اور انہیں میں سے ہیں مسائل حلال وحرام کہ ہر فردِ بشر ان کا محتاج ہے۔

○ اور مسائل علم قلب یعنی فرائض قلبیہ مثل تواضع واخلاص وتوکل وغیرہا اور ان کے حاصل کرنے کے طریقے۔

○ اور محرکات باطنیہ تکبر وریا وعُجب (خود پسندی) وحسد وغیرہا اور ان کے معالجات کہ ان کا تعلم (سیکھنا) بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔

جس طرح بے نماز فاسق وفاجر ومرتکب کبائر (کبیرہ گناہ کا مرتکب) ہے یوں ہی بعینہ ریا سے نماز پڑھنے والا انہیں مصیبتوں میں گرفتار ہے۔

نسئل اللہ العفو والعافیۃ (ہم اللہ سے معافی وعافیت چاہتے ہیں)

تو صرف یہی علوم حدیث میں مراد ہیں وبس،

علامہ مناوی تیسیر (شرح جامع صغیر) میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں:

ارادہ بہ مالا مندوحۃ لہ عن تعلمہ کمعرفۃ الصانع والعلم بوحدانیۃ ونبوۃ رسلہ وکیفیۃ الصلوٰۃ ونحوھا فان تعلمہ فرض عین۔

(حدیث میں وہ علم مراد ہے جس کا حاصل کرنا ضروری ہے جیسے خالق کائنات کی معرفت اور اس کی وحدانیت اور اس کے رسولوں کی نبوت ورسالت اور نماز پڑھنے کا طریقہ اور نماز کے علاوہ دیگر فرائض کی ادائیگی کا علم اس لئے کہ یہ علم فرض عین ہے۔ن۔ق)

درمختار میں ہے:

اعلم ان تعلم العلم یکون فرض عین وھو بقدر ما یحتاج

لدنیہ۔

(اس قدر علم حاصل کرنا فرض عین ہے جس قدر کہ آدمی کو اپنے دین کیلئے ضرورت ہے۔ن۔ق)

ردالمحتار میں فصول علامی سے ہے:

فرض علیٰ کل مکلف ومکلفۃ بعد تعلمہ علم الدین والھدایۃ تعلم علم الوضوء والغسل والصلواۃ والصوم وعلم الزکوٰۃ لمن لہ نصاب والحج لمن وجب علیہ والبیوع علی التجار یستحذرا عن الشبہات والمکروھات فی سائر المعاملات وکذا اھل الحرف وکل من اشتغل بشیء یفرض علیہ علمہ وحکمہ لیمتنع عن الحرام منہ۔

(ہر مکلف مرد وعورت پر دین وہدایت کا علم حاصل کرنے کے بعد فرض ہے کہ وضو، غسل، نماز، روزہ، زکوٰۃ کا علم سیکھے اگر مالک نصاب ہو اور حج کا اگر اس کے اوپر واجب ہو جائے اور خرید وفروخت کا علم تاجروں پر فرض ہے تاکہ شبہات اور مکروہات سے بچیں تمام معاملات میں اور یونہی صنعت وحرفت والے اس سے متعلق علم حاصل کریں اور جو جس میں مشغول ہو اس کا علم حاصل کرنا اس کے اوپر فرض ہے، تاکہ اس کے ذریعہ حرام سے بچ سکے۔ ن۔ق)

اور اسی میں (ردالمحتار) میں ہے:

فی تبیین المحارم لاشک فی فرضیۃ علم الفرائض الخمس وعلم الاخلاص لان صحۃ العمل موقوفۃ علیہ وعلم الحلال والحرام وعلم الریاء لان العابد محروم من ثواب عملہ بالریاء وعلم الحسد والعجب، وھما یاکلان العمل کما یاکل النار الحطب وعلم البیع والشراء والنکاح والطلاق لمن ارادالہ

خرل فی ھذہ الاشیاء وعلم الالفاظ المحرمۃ او الکفرۃ وتعمدی ھذا من اھم المھمات فی ھذا الزمان الخ ۔

(تبیین المحارم) میں ہے فرائض خمسہ (پانچوں فرض یعنی کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج) کا علم حاصل کر۔ بلاشبہہ فرض ہے، اور تبت واخلاص کا علم بھی کہ عمل کی صورت اسی پر موقوف ہے۔ حلال وحرام اور ریا کا علم بھی اس لئے کہ عبادت کرنے والا ریا کی وجہ سے اپنے عمل کے ثواب سے محروم ہو جاتا ہے حسد اور عجب (خود پسندی) کا علم بھی جن کا عمل یہ ہے کہ یہ دونوں عمل صالح کو ایسا کھا جاتے ہیں جیسے لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے اور بیع وشراء (خرید و فروخت) اور نکاح وطلاق کا علم بھی اس کیلئے فرض ہے جو ان میں مشغول ہونے کا ارادہ رکھتا ہو، اور ان الفاظ کا علم بھی فرض ہے جن سے کوئی چیز حرام ہو جاتی ہے یا جن کے سبب کفر لازم آتا ہے اور میں پورے اعتماد سے کہتا ہوں کہ یہ اس زمانے میں سب سے اہم ہے۔ ن۔ق)

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں تحت حدیث مسطور فرماتے ہیں:

مراد بعلم دریں جا علمیت کہ ضروری وقت مسلمان است مثلاً چوں در اسلام در آمد واجب شد بروے معرفت صانع تعالیٰ وصفات و علم بہ نبوت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجز آں از آنچہ صحیح نیست ایمان بے آں و چوں وقت نماز آمد واجب شد آموختن علم باحکام صلاۃ وچوں رمضان آمد واجب گردید تعلم احکام صوم، الخ۔

(علم سے یہاں مراد وہ علم ہے جو مسلمان کو حسب ضرورت فرض ہے مثلاً جب اسلام لایا تو واجب ہے کہ خالق عزوجل کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت حاصل کرے اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا علم اور ان کے علاوہ ہر اس چیز کا علم فرض ہے کہ جن کے بغیر ایمان صحیح نہیں اور جب نماز کا وقت ہو تو نماز کے احکام کا جاننا اور جب رمضان آئے روزے کے مسائل کا جاننا فرض

ہے۔ ن۔ق)

غرض اس حدیث میں اسی قدر علم کی نسبت ارشاد ہے ہاں آیات واحادیث دیگر کہ فضیلت علماء وترغیب علم میں وارد وہاں ان کے سوا اور علوم کثیرہ بھی مراد ہیں جن کا تعلم (سیکھنا) فرض کفایہ یا واجب یا مسنون یا مستحب اس کے آگے کوئی درجہ فضیلت وترغیب، اور جو ان سے خارج ہو ہرگز آیات واحادیث میں مراد نہیں ہوسکتا۔

اور ان کا ضابطہ یہ ہے کہ وہ علوم جو آدمی کو اس کے دین میں نافع (مفید) ہوں خواہ اصالۃً (براہ راست) جیسے فقہ وحدیث وتصوف بے تخلیط (یعنی جس میں غیر اسلامی تصوف کی آمیزش نہ ہو) وتفسیر قرآن بے افراط وتفریط۔ خواہ وساطۃً (بالواسطہ) مثلاً نحو وصرف و معانی وبیان کہ فی حد ذاتہا (یعنی بذاتِ خود) امر دینی نہیں۔ مگر فہم قرآن وحدیث کیلئے وسیلہ ہیں۔

اور فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ' اس کیلئے عمدہ معیار عرض کرتا ہے۔ مرادِ متکلم جیسے خود اس کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے دوسرے کے بیان سے نہیں ہوسکتی...... مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنہوں نے علم وعلماء کے فضائل عالیہ ارشاد فرمائے، انہیں کی حدیث میں وارد ہے کہ علماء وارث انبیاء کے ہیں، انبیاء نے درم ودینار ترکہ میں نہ چھوڑا علم اپنا ورثہ چھوڑا ہے جس نے علم پایا اس نے بڑا حصہ پایا۔

اخرجہ ابوداؤد الترمذی وابن ماجہ وابن حبان والبیھقی عن ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول (فذکر الحدیث فی فضل العلم وفی آخرہ) ان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثو ادینار اولا درھماً وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر ۔ ۳

بس ہر علم میں اتنا دیکھ لینا کافی کہ آیا یہ وہی عظیم دولت، نفیس مال ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ترکہ میں چھوڑا تو بیشک محمود (وخوب) ہے اور ان فضائل جلیلہ کا مصداق جن کا احادیث میں وعدہ ہے اور اس کے جاننے والے کو لقب عالم ومولوی کا

استحقاق ورنہ مذموم وبد ہے۔ جیسے فلسفہ یا نجوم یا لغو وفضول جیسے قافیہ وعروض، یا کوئی دنیا کا کام جیسے نقشہ ومساحت (پیمائش) بہرحال ان فضائل کا مورد (مستحق) نہیں کہ اس کے صاحب (جاننے والے) کو عالم کہہ سکیں۔ ائمہ دین فرماتے ہیں: جو علم کلام میں مشغول رہے اس کا نام دفتر علماء سے محو ہو جائے۔

فی الطریقة المحمدیة عن التاتار خانیة عن ابی اللیث الحافظ وھو کان بسمرقند متقدماً فی الزمان علی الفقیه ابی اللیث، قال من اشتغل بالکلامه محی اسمه عن العلماء ۴

سبحان اللہ! جب متاخرین کا علم کلام جس کے اصل اصول عقائد سنت واسلام ہیں بوجہ اختلاط فلسفہ وزیادات مزخرفہ (خرافاتِ فلسفہ کے مل جانے کی وجہ سے) مذموم ٹھہرا اور اس کا مشتغل (مشغول ہونے والا) لقب عالم کا مستحق نہ ہوا، تو خاص فلسفہ ومنطق فلاسفہ و دیگر خرافات کا کیا ذکر ہے...... ولہٰذا، حکم شرعی ہے کہ اگر کوئی شخص علمائے شہر کیلئے کچھ وصیت کر جائے تو ان فنون کا جاننے والا ہرگز اُس میں داخل نہ ہوگا۔

فی الھندیة عن المحیط اذا اوصی لاھل العلم ببلدة کذا فانه یدخل فیه اھل الفقه واھل الحدیث ولا یدخل من یتکلم بالحکمة الخ ۔ ونقل مثله فی شرح الفقه الاکبر للمتکلمین عن کتب الفتاویٰ لاصحابنا وسی منھا الظھیریة ۔ ۵

فقیر غَفَرَ اللہُ تَعَالیٰ لَہٗ...... قرآن وحدیث سے صدہا دلائل اس معنیٰ پر قائم کر سکتا ہے، کہ مصداقِ فضائل (علم) صرف علوم دینیہ ہیں وبس...... ان کے سوا کوئی علم، شرع کے نزدیک علم، نہ آیات واحادیث میں مراد۔ اگرچہ عرف ناس (لوگوں کے عرف) میں یا باعتبار لغت اسے علم کہا کریں۔ ہاں آلات ووسائل کیلئے حکم مقصود کا ہوتا ہے۔ مگر اُسی وقت تک کہ وہ بقدر توسل (وسیلہ بننے کی مقدار بھر) (و بقصد توسل (یعنی محض وسیلے کے قصد سے) سیکھے جائیں اس طور پر وہ بھی مورد فضائل ہیں۔ پھر یہ علوم عالیہ بھی ان فضائل کے حامل ہوں گے جیسے نماز کیلئے گھر سے جانے والوں کو حدیث میں فرمایا کہ وہ نماز میں ہے۔

جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے نہ یہ کہ انہیں مقصود قرار دے لیں اور ان کے توغل (غلو کے ساتھ مشغولیت) میں عمر گزار دیں۔ نحوی لغوی ادیب منطقی کہ انہیں علوم کا ہو رہے اور مقصود اصلی سے کام نہ رکھے۔ زنہار (ہرگز) عالم نہیں کہ جس حیثیت کے صدقہ میں انہیں نام و مقام علم حاصل ہوتا جب وہی نہیں تو یہ اپنی ذات میں (یعنی اصل میں) نہ اون خوبیوں کے مصداق تھے نہ قیامت تک ہوں گے ہاں اسے یہ کہیں گے کہ ایک صنعت جانتا ہے آہنگر (لوہار) ونجار (بڑھئی) اور فلسفی کیلئے مثال بھی ٹھیک نہیں کہ لوہار، بڑھئی کو ان کا فن دین ضرر نہیں پہنچاتا اور فلسفہ تو حرام ومضر اسلام ہے اس میں منہمک رہنے والا لقب اجہل جاہل اجل بلکہ اس سے زائد مستحق ہے۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

ہیہات ہیہات (افسوس افسوس) اسے علم سے کیا مناسبت علم وہ ہے جو مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترکہ ہے نہ وہ جو کفار یونان کا پس خوردہ (جوٹھا)

سیدی عارف باللہ فاضل ناصح عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی قدس سرہما القدسی "حدیقہ ندیہ" میں فرماتے ہیں:

الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنھم لم یکرنوا اشغلو انفسھم بھٰذا الفشار الذی اخترعه الحکماء الفلاسفة بل من اعتقدنی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم انه کان یعلم اشقائق والھذیانات المنطقیة فھو کافر لتحقیرہ علم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم الخ ۔ قلت فاذا کان ھذا (قوله فی المنطق فماظنك بالتفلسف الموبق نسئال اللہ العافیة)

(صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خود کو ان لغویات میں مشغول نہیں کیا جنہیں فلاسفہ نے ایجاد کیا۔ بلکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں یہ اعتقاد رکھے کہ آپ منطقی شقوق اور ہذیانات کو جانتے تھے وہ کافر ہے اس لئے کہ اس میں آپ کے علم شریعت کی توہین وتحقیر ہے)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں یہ حکم منطق کے بارے میں ہے تو بھلا

فلسفہ کے بارے میں کتنا سخت حکم ہوگا جو خود مہلک ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کے طلب گار ہیں۔ن۔ق)

اسی طرح وہ ہیئت جس میں انکارِ وجودِ آسمان وتکذیب گردش سیارات وغیرہ کفریات وامورِ مخالفہ شرع تعلیم کئے جائیں وہ بھی مثل نجوم حرام وملوم (قابل ملامت) اور ضرورت سے زائد حساب یا جغرافیہ وغیر ہما داخل فضولیات ہیں۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: علم تین ہیں قرآن یا حدیث یا وہ چیز جو وجوبِ عمل میں ان کی ہمسر ہے (اجماع وقیاس کی طرف اشارہ فرماتے ہیں) اور ان کے سوا جو کچھ ہے سب فضول۔

اخرج ابوداؤد وابن ماجه والحاكم عن عند الله بن عمرو بن العاص رضى الله تعالىٰ عنهما، قال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم العلم ثلثة آية محكمة اوسنة قائمة او فريضة عادلة وما كان سوا ذالك فهو فضل

اشعہ (اللمعات) میں ہے:

فریضة عادله [۶] فریضة که مثل وعدیل کتاب و سنت است اشاره است با جماع و قیاس که مستند و مستنبط اند، از آں وبه ایں اعتبار آرا مساوی و معادل کتاب و سنت داشته اند و تعبیر ازاں بفریضه کردند تنبیه برآں که عمل بآنها واجب ست چنانکه به کتاب و سنت وما كان سوا ذٰلك فهو افضل وهرچه که هست از مواد علوم جزیں پس آں فضل ست دلا یعنی،

ہرچہ قال اللہ نے قال الرسول
فضلہ باشد فضلہ می خواں اے فضول

مخلصاً

اسی حدیث کا پورا خلاصہ ہے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كل العلوم سوى القرآن مشغلة
الا الحديث والا الفقه فى الدين

(قرآن وحدیث اور فقہ کے علاوہ تمام علوم محض ایک مشغلہ ہیں)

یہ مجمل کلام ہے باقی تفصیل مقام کیلئے دفتر طویل درکار ہے جسے منظور ہو احیاء العلوم و طریقۂ محمدیہ وحدیقۂ ندیہ ودرمختار وردالمحتار وغیرہا اسفارِ علماء (کتب علماء) کی طرف رجوع کرے۔

وفيما ذكرنا كفاية لاهل الدراية (اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ عقل مندوں کو کافی ہے۔ **والله سبحنه وتعالىٰ اعلم علمه جل مجده اتم واحكم** ٥ (فتاویٰ رضویہ، جلد: ۹/ ۱۶-۱۷، مطبوعہ رضا اکیڈمی۔ممبئی ۳)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی

[۱] یعنی متعدد راویوں نے روایت کی اور کئی محدثین نے اس کو نقل فرمایا۔

[۲] نامی اس مال کو کہتے ہیں جو بڑھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ مثلاً چاندی، سونا، مالِ تجارت وغیرہ، گھریلو سامان مکان اور کھیت اس میں شامل نہیں۔

[۳] روایت کیا اس کو امام ابوداؤد وترمذی وابن ماجہ وابن حبان وبیہقی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے آگے اس حدیث کے الفاظ ہیں جس کا ترجمہ گزرا۔

[۴] طریقۂ محمدیہ میں فتاویٰ تاتارخانیہ سے منقول ہے اس میں حافظ ابواللیث سمرقندی جو فقیہ ابواللیث سے متقدم ہیں۔ فرماتے ہیں جو علم کلام میں مشغول ہوا اس کا نام علماء کے دفتر سے مٹا دیا جاتا ہے۔

[۵] اوپر جو نقل ہوا، اسی کی اصل عبارت ہے اور مراجع کی نشاندہی۔

[۶] مفہوم اس پوری عبارت کا اوپر گزرا ہے۔

الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی

(۱۳۴۰ھ)

(قادیانی مرتد پر خدائی خنجر)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اعلیٰ حضرت مدظلکم العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، اس میں شک نہیں آپ کی خدمت میں بہت سے جواب طلب خطوط موجود ہوں گے لیکن عریضہ ہذا بحالت اشد ضرورت ارسال خدمت ہے امید کہ بواپسی جواب سے شرف بخشا جائے۔

(۱) آیت کریمہ:

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ ○ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ ج وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ○[1]

اور اللہ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں، مردے ہیں زندہ نہیں، اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔(ت)

یہ ظاہر کرتی ہے کہ ماسوا اللہ تعالیٰ کے جس کسی کو خدا کہا جاتا ہے وہ خالق نہ ہونے اور مخلوق ہونے کے علاوہ مردہ ہے زندہ نہیں۔

بنابریں عیسیٰ علیہ السلام کو بھی جبکہ نصاریٰ خدا کہتے ہیں تو کیوں نہ ان کو مردہ تسلیم کیا جائے اور کیوں ان کو آسمان پر زندہ مانا جائے؟

(۲) صاحب بخاری بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا ارقام فرماتے ہیں (منقول از مشارق الانوار، حدیث:۱۱۸)

۱؎ القرآن الکریم ۱۶/۲۰و۲۱

لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِھِمْ مَسٰجِدَ ۔[1]

اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔(ت)

اس سے ظاہر ہے کہ نبی یہود حضرت موسیٰ و نبی نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کی قبریں پوجی جاتی تھیں۔

حسب ارشاد باری تعالیٰ عزاسمہ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ[2] (پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ ورسول کے حضور رجوع کرو۔ت) آیات الٰہیہ، احادیث نبویہ ثبوت ممات عیسیٰ علیہ السلام میں موجود ہوتے ہوئے کیونکر ان کو زندہ مان لیا جائے؟

میں ہوں حضور کا ادنیٰ خادم

شاہ میر خاں قادری رضوی غفرلہ ربہ/ ساکن پیلی بھیت

۳ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بے دین لوگوں کا مکروفریب

الجواب: (۱) قبل جواب ایک امر ضروری کہ اس سوال و جواب سے ہزار درجہ اہم ہے، معلوم کرنا لازم، بے دینوں کی بڑی راہِ فرار یہ ہے کہ انکار کریں ضروریاتِ دین کا، اور بحث چاہیں کسی ہلکے مسئلے میں جس میں کچھ گنجائش دست و پا زدن ہو۔

انبیاء کرام علیہم السلام حقیقی دنیوی وجسمانی سے زندہ ہوتے ہیں

قادیانی صدہا وجہ سے منکر ضروریاتِ دین تھا اور اس کے پس ماندے حیات ووفات سیدنا عیسیٰ رسول اللہ علیٰ نبینا الکریم و علیہ صلوات اللہ و تسلیمات اللہ کی بحث چھیڑتے ہیں، جو ایک فرعی مسئلہ خود مسلمانوں میں ایک نوع کا اختلافی مسئلہ ہے جس کا

۱؎ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ما یکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷۷

۲؎ القرآن الکریم ۴/۵۹

اقرار یا انکار کفر تو در کنار ضلال بھی نہیں (فائدہ نمبر۴ میں آئے گا کہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے) نہ ہرگز وفات مسیح ان مرتدین کو مفید، فرض کردم کہ رب عزوجل نے ان کو اس وقت وفات ہی دی، پھر اس سے ان کا نزول کیونکر ممتنع ہوگیا؟ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت محض ایک آن کو تصدیق وعدۂ الٰہیہ کیلئے ہوتی ہے، پھر وہ ویسے ہی حیات حقیقی دنیوی وجسمانی سے زندہ ہوتے ہیں جیسے اس سے پہلے تھے، زندہ کا دوبارہ تشریف لانا کیا دشوار؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَآءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ۔[۱]

انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں، نماز پڑھتے ہیں۔ (ت)

حضرت عزیر علیہ السلام کا بعد موت زندہ ہونا

(۲) معاذ اللہ کوئی گمراہ بددین یہی مانے کہ ان کی وفات اوروں کی طرح ہے جب بھی ان کا دوبارہ تشریف لانا کیوں محال ہوگیا؟ وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۝[۲] (اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کردیا کہ پھر لوٹ کر آئیں۔ ت) ایک شہر کیلئے ہے، بعض افراد کا بعد موت دنیا میں پھر آنا خود قرآن کریم سے ثابت ہے جیسے سیدنا عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ قال اللہ تعالیٰ:

فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ[۳]

تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس، پھر زندہ کردیا۔ (ت)

طائران خلیل علیہ السلام کا بعد موت زندہ ہونا

چاروں طائران خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام، قال اللہ تعالیٰ:

ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ[۴]

پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے، پھر انہیں بلا، وہ تیرے پاس چلے

[۱] مسند ابو یعلیٰ مروی از انس رضی اللہ عنہ حدیث: ۳۴۱۲، موسسہ علوم القرآن بیروت ۳/۳۷۹

[۲] القرآن الکریم ۲۱/۹۵ — [۳] القرآن الکریم ۲/۲۵۹

[۴] القرآن الکریم ۲/۲۶۰

آئیں گے دوڑتے ہوئے۔ (ت)

مرزا قادیانی کا اللہ تعالیٰ کا عاجز ماننا

ہاں مشرکین ملاعین منکرینِ بعث اسے محال جانتے ہیں اور دربارۂ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیانی بھی اس قادر مطلق عز جلالہ کو معاذ اللہ صراحۃً عاجز مانتا اور دافع البلاء کے صفحہ ۳۴ پر یوں کفر بکتا ہے:

''خدا ایسے شخص کو پھر دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے ہی نے دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔''[۱]

مشرکین اور قادیانیوں کے نظریہ کا رد

مشرک وقادیانی دونوں کے رد میں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۝[۲]

تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے بلکہ وہ نئے بننے سے شبہہ میں ہیں۔ (ت)

جب صادق ومصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے نزول کی خبر دی اور وہ اپنی حقیقت پر ممکن وداخل زیر قدرت وجائز، تو انکار نہ کرے گا مگر گمراہ۔

اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو سزا کے طور پر موت دے کر پھر زندہ کرنا

(۳) اگر وہ حکم افراد کو بھی عام مانا جائے تو موت بعد استیفائے اجل کیلئے ہے، اس سے پہلے اگر کسی وجہ خاص سے اماتت ہو تو مانع عادت نہیں بلکہ استیفائے اجل کیلئے ضرور اور ہزاروں کیلئے ثابت ہے، قال اللہ تعالیٰ:

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ص فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا قف ثُمَّ اَحْیَاهُمْ ؕ[۳]

[۱] دافع البلاء مطبوعہ ربوہ ص: ۳۴ — [۲] القرآن الکریم ۵۰/۱۵

[۳] القرآن الکریم ۲/۲۴۳

اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے، تو اللہ نے ان سے فرمایا مرجاؤ، پھر انہیں زندہ فرمادیا۔ (ت)

قتادہ نے کہا:

اماتہم عقوبۃً ثم بعثوا لیتوفوا مدۃ اٰجالھم ولو جآءت اٰجالھم مابعثوا ۔ ۱؎ (معنا)

اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا کے طور پر موت دی پھر زندہ کر دیئے گئے تاکہ اپنی مقررہ عمر کو پورا کریں، اگر ان کی مقررہ عمر پوری ہوجاتی تو دوبارہ نہ اٹھائے جاتے۔ (ت)

مسئلہ حیات ووفات حضرت مسیح علیہ السلام اور قادیانی کی شامت

(۴) اس وقت حیات ووفات حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسئلہ قدیم سے مختلف چلا آتا ہے مگر آخر زمانے میں ان کے تشریف لانے اور دجال لعین کو قتل فرمانے میں کسی کو کلام نہیں، یہ بلاشبہ اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے تو وفات مسیح نے قادیانی کو کیا فائدہ دیا اور مغل بچہ، عیسیٰ رسول اللہ بے باپ سے پیدا ابن مریم کیونکر ہوسکا؟ قادیانی اس اختلاف کو پیش کرتے ہیں، کہیں اس کا بھی ثبوت رکھتے ہیں کہ اس پنجابی کے ابتداع فی الدین سے پہلے مسلمانوں کا یہ اعتقاد تھا کہ عیسیٰ آپ تو نہ اتریں گے کوئی ان کا مثیل پیدا ہوگا، اسے نزول عیسیٰ فرمایا گیا اور اس کو ابن مریم کہا گیا؟ اور جب یہ عام مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہے تو آیہ:

وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۲؎

مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ (ت)

۱؎ جامع البیان (تفسیر ابن جریر طبری) القول فی تاویل قولہ تعالیٰ: اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ الخ المطبعۃ المیمنۃ مصر ۲/ ۳۴۷

۲؎ القرآن الکریم ۴/ ۱۱۵

کا حکم صاف ہے۔)

مرزا قادیانی کا آیات کے معنی بدلنا

(۵) مسیح سے مثیل مراد لینا تحریف نصوص ہے کہ عادت یہود ہے، بے دینی کی بڑی ڈھال یہی ہے کہ نصوص کے معنی بدل دیں **یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ** ۱؎ (اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدل دیتے ہیں۔ ت) ایسی تاویل گھنی نصوص شریعت سے استہزاء اور احکام وارشادات کو درہم برہم کر دینا ہے، جس جگہ جس شئی کا ذکر آیا، کہہ سکتے ہیں وہ شئی خود مراد نہیں اس کا مثیل مقصود ہے، کیا یہ اس کی نظیر نہیں جو اباحیہ ملاعنہ کہا کرتے ہیں کہ نماز وروزہ فرض ہے نہ شراب وزنا حرام بلکہ وہ کچھ اچھے لوگوں کے نام ہیں جن سے محبت کا ہمیں حکم دیا گیا اور یہ کچھ بدوں کے جن سے عداوت کا۔

قادیانیوں کی ایک اہم چالاکی

(۶) بفرض باطل اینہم برعلم، پھر اس سے قادیان کا مرتد، رسول اللہ کا مثیل کیونکر بن بیٹھا؟ کیا اس کے کفر، اس کے کذب، اس کی وقاحتیں، اس کی فضیحتیں، اس کی خباثتیں، اس کی ناپاکیاں، اس کی بیباکیاں کہ عالم آشکار ہیں، چھپ سکیں گی؟ اور جہان میں کوئی عقل و دین والا ابلیس کو جبریل کا مثیل مان لے گا؟ اس کے خروارِ ہزار ہا کفریات سے مشتے نمونہ، رسائل (۱) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب (۲) قهر الدیان علی مرتد بقادیان (۳) نور الفرقان و باب العقائد والکلام وغیرہا میں ملاحظہ ہوں کہ یہ نبیوں کی علانیہ تکذیب کرنے والا، یہ رسولوں کو فحش گالیاں دینے والا، یہ قرآن مجید کو طرح طرح رد کرنے والا، مسلمان بھی ہونا محال، نہ کہ رسول اللہ کی مثال، قادیانیوں کی چالاکی کہ اپنے مسیلمہ کے نامسلم ہونے سے یوں گریز کرتے اور اس کے ان صریح ملعون کفروں کی بحث چھوڑ کر حیات ووفات مسیح کا مسئلہ چھیڑتے ہیں۔

۱؎ القرآن الکریم ۵/ ۱۳

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشہور اوصاف

(۷) مسیح رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہور اوصاف جلیلہ اور وہ کہ قرآن عظیم نے بیان کئے، یہ تھے کہ

(i) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ کے کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا ہونا

اللہ عزوجل نے ان کو بے باپ کے کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا کیا نشانی سارے جہان کیلئے:

قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِیًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ۝[1]

بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا، مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا، نہ میں بدکار ہوں، کہا یونہی ہے، تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت، اور یہ امر ٹھہر چکا ہے۔(ت)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہوتے ہی کلام فرمانا

(انہوں نے پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا:

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا ۝[2] الآیة

تو اس کے نیچے والے نے اسے آواز دی کہ تو غم نہ کر، تیرے رب نے تیرے نیچے نہر بہادی ہے۔(ت)

عَلٰی قِرَاءَ ةِ مَنْ تَحْتَهَا بِالْفَتْحِ فِیْهِمَا وَتَفْسِیْرِهٖ بِالْمَسِیْحِ عَلَیْهِ

[1] القرآن الکریم ۱۹/۲۰و۲۱
[2] القرآن الکریم ۱۹/۲۴

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ[1] (معنا)

اس قرأت پر جس میں من کی میم مفتوح اور تحتھا کی دوسری تاء مفتوح ہے اور اس کی تفسیر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی گئی ہے)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گہوارے میں لوگوں کو ہدایت فرمانا

(انہوں نے گہوارے میں لوگوں کو ہدایت فرمائی:

وَیُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ كَهْلًا[2]

لوگوں سے باتیں کرے گا پالنے میں اور پکی عمر میں۔(ت)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور نبوت عطا ہونا

انہیں ماں کے پیٹ یا گود میں کتاب عطا ہوئی، نبوت دی گئی:

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۝[3]

بچہ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا۔(ت)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدموں کے ساتھ برکتیں رکھنا

وہ جہاں تشریف لے جائیں برکتیں ان کے قدم کے ساتھ رکھی گئیں:

وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ[4]

اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں۔(ت)

برخلاف کفر طاغیۂ قادیان کہ کہتا ہے جس کے پہلے فتنے ہی نے دنیا کو تباہ کردیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے غیبوں پر مسلط کرنا

انہیں اپنے غیبوں پر مسلط کیا:

[1] جامع البیان (تفسیر ابن جریر طبری) القول فی تاویل قولہ تعالیٰ فناداھا من تحتہا الخ مطبعہ میمنہ مصر ۱۶/۴۵
[2] القرآن الکریم ۳/۴۶
[3] القرآن الکریم ۱۹/۳۰
[4] القرآن الکریم ۱۹/۳۱

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ[1]

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (ت)

جس کا ایک نمونہ یہ تھا کہ لوگ جو کچھ کھاتے اگرچہ سات کوٹھڑیوں میں چھپ کر، اور جو کچھ گھروں میں ذخیرہ رکھتے اگرچہ سات تہہ خانوں کے اندر، وہ سب ان پر آئینہ تھا۔

وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ط

اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ (ت)

حضرت عیسٰی علیہ السلام کو بعض احکام کا ناسخ کرنا

انہیں تورات مقدس کے بعض احکام کا ناسخ کیا:

وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ[2]

اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے پہلی کتاب تورات کی اور اس لئے کہ حلال کروں تمہارے لئے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔ (ت)

حضرت عیسٰی علیہ السلام کا مادرزاد اندھے اور لاعلاج برص کو شفا دینا

انہیں قدرت دی کہ مادرزاد اندھے اور لاعلاج برص کو شفا دیتے:

وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ[3]

اور تو مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا۔ (ت)

حضرت عیسٰی علیہ السلام کا مردے زندہ کرنا

انہیں قدرت دی کہ مردے زندہ کرتے:

[1] القرآن الکریم ۷۲/۲۶،۲۷
[2] القرآن الکریم ۳/۵۰
[3] القرآن الکریم ۵/۱۱۰

وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ[1]

اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا۔ (ت)

وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ[2]

اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ (ت)

حضرت عیسٰی علیہ السلام کا مٹی سے پرندہ بنانا

ان پر اپنے وصف خالقیت کا پرتو ڈالا کہ مٹی سے پرند کی صورت خلق فرماتے اور اپنی پھونک سے اس میں جان ڈالتے کہ اڑتا چلا جاتا:

وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ[3]

اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتا۔ (ت)

ظاہر ہے کہ قادیانی میں ان میں سے کچھ نہ تھا پھر وہ کیونکر مثیل مسیح ہوگیا؟

مشرکوں کی طرح قادیانی کا اپنے عجز پر پردہ ڈالنا

اخیر کی چار یعنی مادرزاد اندھے ۱ اور ابرص ۲ کو شفا دینا، مردے ۳ جلانا، مٹی کی مورت میں پھونک سے جان ۴ ڈال دینا، یہ قادیانی کے دل میں بھی کھٹکے کہ اگر کوئی پوچھ بیٹھا کہ تو مثیل مسیح بنتا ہے ان میں سے کچھ کر دکھا، اور وہ اپنا حال خوب جانتا تھا کہ سخت جھوٹا ملوم ہے اور الٰہی برکات سے پورا محروم، لہٰذا اس کی یوں پیش بندی کی کہ قرآن عظیم کو پس پشت پھینک کر، رسول اللہ کے روشن معجزوں کو پاؤں تلے مل کر صاف کہہ دیا کہ معجزے نہ تھے مسمریزم کے شعبدے تھے، میں ایسی باتیں مکروہ نہ جانتا تو کر دکھاتا، وہی ملاعنہ مشرکین کا طریقہ اپنے عجز پر یوں پردہ ڈالنا کہ لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ[4] (اگر ہم چاہتے تو ایسا

[1] القرآن الکریم ۵/۱۱۰
[2] القرآن الکریم ۳/۴۹
[3] القرآن الکریم ۵/۱۱۰
[4] القرآن الکریم ۸/۳۱

کلام کہتے) ہم چاہتے تو اس قرآن کا مثل تصنیف کر دیتے، ہم خود ہی ایسا نہیں کرتے۔ اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔

مرزا قادیانی مرتد کے چند کفریات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ستر بکواسات

قادیانی خَـذَلَـهُ اللهُ کے ازالۂ اوہام ص ۳، ۴، ۵ و نوٹ آخر میں ۱۵۱ تا آخر صفحہ ۱۶۲ ملاحظہ ہوں جہاں اس نے پیٹ بھر کر یہ کفر بکے ہیں، یا ان کی تلخیص رسالہ قہر الدیان ص ۱۰ تا ۱۵ مطالعہ ہوں، یہاں دو چار صرف بطورِ نمونہ منقول:

ملعون ازالہ ص ۳: احیاءِ جسمانی کچھ چیز نہیں۔

ملعون ازالہ ص ۴: کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔

ملعون ازالہ ص ۱۵۱: شعبدہ بازی [۳] اور دراصل بے سود [۴]، عوام [۵] کو فریفتہ کرنے والے مسیح [۶] اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس ۲۲ برس تک نجاری کرتے رہے، بڑھئی [۷] کا کام درحقیقت ایسا ہے جس میں کلوں کے ایجاد میں عقل تیز ہو جاتی ہے، بعض چڑیاں [۸] کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں، بمبئی [۹] کلکتہ میں ایسے [۱۰] کھلونے بہت بنتے ہیں۔ یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے اعجاز مسمریزمی [۱۱] بطور [۱۲] لہو ولعب نہ بطور [۱۳] حقیقت ظہور میں آسکیں، سلب [۱۴] امراض مسمریزم کی شاخ ہے ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جو اس سے سلب امراض کرتے ہیں، مبروص ان کی توجہ سے اچھے ہوتے ہیں، مسیح [۱۵] مسمریزم میں کمال رکھتے تھے۔ یہ قدر [۱۶] کے لائق نہیں، یہ [۱۷] عاجز اس کو مکروہ قابل نفرت نہ سمجھتا تو ان عجوبہ نمائیوں میں ابن [۲۰] مریم سے کم نہ رہتا، اس عمل کا ایک نہایت برا خاصہ ہے جو اپنے تئیں اس میں ڈالے روحانی تاثیروں میں بہت ضعیف [۲۲] اور نکما [۲۳] ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل [۲۴] (مسمریزم) سے اچھا کرتے، مگر ہدایت [۲۵] توحید اور دینی استقامتوں کے دلوں میں قائم کرنے میں ان کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب [۲۶] ناکام رہے، ان پرندوں میں صرف جھوٹی [۲۷] حیات، جھوٹی [۲۸] جھلک نمودار ہو جاتی تھی، مسیح [۲۹] کے معجزات اس تالاب کی وجہ سے بے رونق [۳۰] بے قدر [۳۱] تھے جو مسیح کی ولادت سے پہلے مظہر عجائبات تھا، بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل [۳۲] تھا جیسے سامری [۳۳] کا گوسالہ۔

(ازالۂ اوہام مطبع ریاض الہند، ص: ۱۲۱-۱۱۳)

مسلمانو! دیکھا، ان ملعون کلمات میں وہ کون سی گالی ہے جو رسول اللہ کو نہ دی اور وہ کونسی تکذیب ہے جو آیات قرآن کی نہ کی، اتنے ہی جملوں میں تینتیس ۳۳ کفر ہیں۔

بہرحال یہ تو ثابت ہوا کہ یہ مرتد مثیل مسیح نہیں، مسلمانوں کے نزدیک یوں کہ وہ نبی مرسل اولوم العزم صاحب معجزات وآیات بینات، اور یہ مردود ومطرود ومرتد ومورِدِ آفات، اور خود اس کے نزدیک یوں کہ معاذ اللہ وہ شعبدہ باز بھانمتی مسمریزمی تھے، روحانی تاثیروں میں ضعیف، نکمے اور یہ ڈال کا ٹوٹا مقدس مہذب برگزیدہ ہادی، اَلَا لَـعْـنَـةُ اللهِ عَـلَـى الظّٰلِمِيْنَ (خبردار! ظالموں پر خدا کی لعنت)

ہاں ایک صورت ہے، اس نے اپنے زعم ملعون میں مسیح کے یہ اوصاف گنے، دافع البلاء ص ۴: مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسروں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ (یحییٰ) شراب [۳۴] نہ پیتا تھا، کبھی نہ سنا کہ کسی فاحشہ [۳۵] نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا یا ہاتھوں [۳۶] اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا یا کوئی بے تعلق [۳۷] جوان عورت اس کی خدمت کرتی، اسی وجہ سے خدا نے یحییٰ کا نام حصور رکھا مسیح نہ رکھا کہ ایسے قصے [۳۸] اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔[۱]

ضمیمہ انجام آتھم ص ۷: آپ (یعنی عیسیٰ) کا کنجریوں [۳۹] سے میلان اور صحبت [۴۰] بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت [۴۱] درمیان ہے (یعنی عیسیٰ بھی ایسوں ہی کی اولاد تھے) ورنہ کوئی پرہیزگار [۴۲] ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے، زناکاری [۴۳] کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے، اپنے بال [۴۴] اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان [۴۵] کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

ص ۶: حق یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا [۴۶]۔

---

[۱] دافع البلاء مطبع ضیاء الاسلام، قادیان، ص: ۶-۵

ص ۷: آپ کے ہاتھ میں سوا مکر ۴۷ وفریب ۴۸ کے کچھ نہ تھا، آپ کا خاندان ۴۹ بھی نہایت ناپاک ہے، تین دادیاں ۵۰ اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا...... یہ پچاس ۵۰ کفر ہوئے۔

نیز اسی رسالہ ملعونہ میں ص ۴ سے ۸ تک بحیلۂ باطلہ مناظرہ خود ہی جلے دل کے پھپھولے پھوڑے، اللہ عزوجل کے سچے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو نادان ۵۱، شریر ۵۲، مکار ۵۳، بدعقل ۵۴، زنانے ۵۵ خیال والا فحش گو ۵۶، بدزبان ۵۷، کٹیل ۵۸، جھوٹا ۵۹، چور ۶۰، علمی ۶۱ عملی ۶۲ قوت میں بہت کچا، خلل ۶۳ دماغ والا، گندی ۶۴ گالیاں دینے والا، بدقسمت ۶۵، نرا فریبی ۶۶، پیرو شیطان ۶۷ وغیرہ وغیرہ خطاب اس قادیانی دجال نے دیئے اور اس کے تین کفر اوپر گزرے کہ اللہ مسیح ۶۸ کو دوبارہ نہیں لاسکتا، مسیح ۶۹ فتنہ تھا، مسیح ۷۰ کے فتنے نے تباہ کردیا...... یہ سب ستر ۷۰ کفر ہوئے اور ہزاروں ستر کی گنتی کیا، غرض تیس ۳۰ سے اوپر اوصاف اس دجال مرتد نے اپنے مزعوم مسیح میں بتائے، اگر قادیانی خود اپنے لئے ان میں سے دس وصف بھی قبول کرلے کہ یہ شخص یعنی یہی قادیانی بدچلن ۱، بدمعاش ۲، فریبی ۳، مکار ۴، زنانے ۵ خیال والا، کٹیل ۶ بھی جھوٹا، چور ۷، گندی ۸ گالیوں والا، ابلیس ۹ کا چیلہ، کنجریوں ۱۰ کی اولاد، کسبیوں کا جنا ہے، زنا کے خون سے بنا ہے، تو ہم بھی اس کی مان لیں گے کہ یہ ضرور مثیل مسیح ہے، مگر کون سے مسیح کا؟ اسی مسیح قبیح کا جو اس کا موہوم ومزعوم ہے، اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ)

قادیانیوں کا ابلیسی مکر

مسلمانو! یہ سات ۷ فائدے محفوظ رکھئے، کیسا آفتاب سے زیادہ روشن ہوا کہ قادیانیوں کا مسئلۂ وفات وحیات مسیح چھیڑنا کیسا ابلیسی مکر، کیسی عبث بحث، کیسی تضیع وقت، کیسا قادیانی کے صریح کفروں کی بحث سے جان چھڑانا اور فضول زق زق میں وقت گنوانا!

امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اس کے بعد ہمیں حق تھا کہ ان ناپاک وبے اصل وپادر ہوا شبہوں کی طرف التفات

بھی نہ کرتے جو انہوں نے حیاتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش کئے۔ ایسی مہمل عیاریوں کیا دیوں کا بہتر جواب یہی تھا کہ ہشت پہلے قادیانی کے کفر اٹھاؤ یا اسے کافر مان کر توبہ کرو، اسلام لاؤ، اس کے بعد یہ فرعی مسئلہ بھی پوچھ لینا مگر ہم ان مرتدین سے قطع نظر کر کے اپنے دوست سائل سنی المذہب سے جواب شبہات گزارش کرتے ہیں، وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ)

استفتاء میں موجود شبہات کا ازالہ

پہلا شبہہ: کریمہ اَلَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الآية

اللہ تعالیٰ کا کافروں کو قرآن کریم کی مراد بتانا

اقول اولاً یہ شبہہ مرتدان حال نے کافرانِ ماضی سے ترکہ میں پایا ہے، جب آیۂ کریمہ:

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۗ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۝ [1]

بیشک تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا پوجتے ہو سب دوزخ کے ایندھن ہو تمہیں اس میں جانا ہے۔ نازل ہوئی

مشرکین نے کہا کہ ملائکہ اور عیسیٰ اور عزیر بھی تو اللہ کے سوا پوجے جاتے ہیں، اس پر رب عزوجل نے ان جھگڑالو کافروں کو قرآن کریم کی مراد بتائی کہ آیت بتوں کے حق میں ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ [2]

بیشک وہ جن کیلئے ہمارا بھلائی کا وعدہ ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں وہ اس کی بھنک تک نہ سنیں گے۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۱/۹۸

[2] القرآن الکریم ۲۱/۱۰۱و۱۰۲

قرآن کریم نے خود اپنا محاورہ بتایا جب بھی مرتدوں نے وہی راگ گایا۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ" آیت کا شانِ نزول

ابوداؤد کتاب الناسخ والمنسوخ میں اور فریابی عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابن مردویہ اور حاکم مع تصحیح مستدرک میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

لَمَّا نَزَلَتْ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ط اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَo قَالَ الْمُشْرِكُوْنَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَعِيْسٰى وَ عُزَيْرٌ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَنَزَلَتْ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۔[1]

جب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ الآیۃ تو مشرکین نے کہا ملائکہ، حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر کو بھی اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا جاتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ الآیۃ بیشک وہ جن کیلئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں)

قرآن میں اہل کتاب اور مشرکین کے احکام

ثانیاً یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ یقیناً مشرکین ہیں اور قرآن عظیم نے اہل کتاب کو مشرکین سے جدا کیا، ان کے احکام ان سے جدا رکھے، ان کی عورتوں سے نکاح صحیح ہے مشرکہ سے باطل، ان کا ذبیحہ حلال ہوجائے گا ان کا مردار۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی:

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُo [2]

کتابی کافر اور مشرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے جب تک ان کے پاس دلیل نہ آئے۔ (ت)

---

[1] المستدرک کتاب التفسیر تفسیر سورۃ انبیاء دار الفکر بیروت ۲/ ۳۸۵ [2] القرآن الکریم ۹۸/ ۱

وَقَالَ تَعَالٰی:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِo [1]

بیشک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہی تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔ (ت)

وَقَالَ تَعَالٰی:

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ط [2]

وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک، وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کے پاس سے۔ (ت)

وَقَالَ تَعَالٰی:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ج وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ط [3]

ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جنہوں نے کہا کہ بیشک ہم نصاریٰ ہیں۔

وَقَالَ تَعَالٰی:

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ط وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ص وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ز وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ [4]

آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئیں اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لئے

---

[1] القرآن الکریم ۹۸/ ۶ [2] القرآن الکریم ۲/ ۱۰۵
[3] القرآن الکریم ۵/ ۸۲ [4] القرآن الکریم ۵/ ۵

حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کیلئے حلال ہے اور پارسا عورتیں مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی۔(ت)

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ [1]

اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں۔(ت)

جب قرآن عظیم يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں نصاریٰ کو داخل نہیں فرماتا تا اس اَلَّذِيْنَ میں مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کیونکر داخل ہو سکیں گے؟

جنہیں وہ پوجتے ہیں وہ بت ہیں

(ثالثاً سورت مکیہ ہے اور سوائے عاصم، قراء سبعہ کی قرأت تَدْعُوْنَ بہ تائے خطاب، تو بُت پرست ہی مراد ہیں اور اَلَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ اَصْنَامٌ (جنہیں وہ پوجتے ہیں وہ بت ہیں۔ ت)

"اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ج" (مردے ہیں زندہ نہیں) مطلب بت ہیں

(رابعاً خود آیۂ کریمہ طرح طرح دلیل ناطق کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء عموماً اور حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خصوصاً مراد نہیں، جہاں فرمایا اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ج [1] (مردے ہیں زندہ نہیں۔ت) اموات سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ پہلے زندہ تھے پھر موت لاحق ہوئی لہٰذا ارشاد ہوا: غَيْرُ اَحْيَآءٍ ج یہ وہ مردے ہیں کہ نہ اب تک زندہ ہیں نہ کبھی تھے نرے جماد ہیں، یہ بتوں ہی پر صادق ہے۔ تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ہے:

حَيْثُ كَانَ بَعْضُ الْاَمْوَاتِ مِمَّا يَعْتَرِيْهِ الْحَيَاةُ سَابِقًا اَوْ لَاحِقًا كَاَجْسَادِ الْحَيَوَانِ وَالنُّطَفِ الَّتِيْ يُنْشِئُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى حَيَوَانًا اُحْتُرِزَ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيْلَ غَيْرُ اَحْيَاءٍ اَيْ لَا يَعْتَرِيْهَا الْحَيٰوةُ اَصْلًا فَهِيَ اَمْوَاتٌ عَلَى الْاِطْلَاقِ۔ [2]

بعض اموات وہ تھے جنہیں زندگی حاصل تھی جیسے مردہ حیوان کا جسم، اور بعض

[1] القرآن الکریم ۲/۲۲۱ [1] القرآن الکریم ۱۶/۲۱

وہ ہیں جنہیں زندگی ملنے والی ہے مثلاً نطفہ جسے اللہ تعالیٰ مستقبل میں حیوان بنائے گا اس لئے ایسے اموات سے احتراز کیا اور فرمایا: غیر احیاء یعنی یہ وہ اموات ہیں جنہیں زندگانی (ماضی یا مستقبل میں) بالکل حاصل نہیں لہٰذا یہ علی الاطلاق اموات ہیں)

[2] ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) آیۃ ۱۶/۲۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۱۰۶

انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں مردہ نہیں

خامساً رب عزوجل فرماتا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ [1]

خبردار! شہیدوں کو ہرگز مردہ نہ جانیو بلکہ وہ اپنے رب کے یہاں زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں، اللہ نے جو اپنے فضل سے دیا اس پر خوش ہیں۔

اور فرماتا ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ [2]

جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں تمہیں خبر نہیں۔

محال ہے کہ شہید کو تو مردہ کہنا حرام، مردہ سمجھنا حرام، اور انبیاء معاذ اللہ مردے کہے سمجھے جائیں، یقیناً قطعاً ایماناً وہ احیآء غیر اموات (زندہ ہیں مردے نہیں۔ت) ہیں نہ کہ عیاذاً باللہ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ج (مردے ہیں زندہ نہیں۔ت)، جس وعدۂ الٰہیہ کی تصدیق کیلئے ان کو عروضِ موت ایک آن کیلئے لازم ہے قطعاً شہداء کو بھی لازم ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ [3] (ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ت) پھر جب یہ احیآء غیر اموات ہیں وہ یقیناً ان سے لاکھوں درجے زائد احیاء غیر اموات ہیں نہ کہ اَمْوَاتٌ غَيْرُ

[1] القرآن الکریم ۳/۱۶۹ و ۱۷۰ [2] القرآن الکریم ۲/۱۵۴

[3] القرآن الکریم ۲۱/۳۵

اَحْیَآءٍ ج)

"وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ٥" سے مراد بت ہیں

(سادساً آیۂ کریمہ میں وَهُمْ قَدْ خُلِقُوْا بصیغۂ ماضی نہیں بلکہ وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ٥ [1] بصیغۂ مضارع ہے کہ دلیل تجدد واستمرار ہو یعنی بنائے گھڑے جاتے ہیں اور نئے نئے بنائے گھڑے جائیں گے، یہ یقیناً بت ہیں)

لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا (وہ کوئی چیز نہیں بناتے) کی تفسیر

سابعاً آیۂ کریمہ میں ان سے کسی چیز کی خلق کا سلب کلی فرمایا کہ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا [2] (وہ کوئی چیز نہیں بناتے۔ ت)

اور قرآن عظیم نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے بعض اشیاء کی خلق ثابت فرمائی، وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ [3] (اور جب تو مٹی سے پرند کی مورت بناتا۔ ت) اور ایجاب جزئی نقیض سلب کلی ہے تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صادق نہیں)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتے بھی وفات پائیں گے

نامناسب سے قطع نظر ہو تو اموات قضیۂ مطلقہ عامہ ہے یا دائمہ، برتقدیر ثانی یقیناً انس وجن وملک سے کوئی مراد نہیں ہوسکتا کہ ان کیلئے حیات بالفعل ثابت ہے نہ کہ ازل سے ابد تک دائم موت، برتقدیر اول قضیہ کا اتنا مفاد کہ کسی نہ کسی زمانے میں ان کو موت عارض ہو، یہ ضرور عیسیٰ وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کیلئے ثابت، بیشک ایک وقت وہ آئے گا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پائیں گے اور روزِ قیامت ملائکہ کو بھی موت ہے، اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ موت ہوچکی، ورنہ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں ملائکہ بھی داخل ہیں، لازم کہ وہ بھی مرچکے ہوں، اور یہ باطل ہے۔ تفسیر انوار التنزیل میں ہے:

(اموات) حَالًا اَوْ مَآلًا غَيْرُ اَحْيَاءٍ بِالذَّاتِ لِيَتَنَاوَلَ كُلَّ مَعْبُوْدٍ۔ [4]

[1] و [2] القرآن الکریم ۱۶/۲۰ [3] القرآن الکریم ۵/۱۱۰

[4] انوار التنزیل (تفسیر بیضاوی) آیۃ ۱۶/۲۱ مصطفی البابی مصر ۱/۲۷۰

مردے حال میں یا آئندہ غیر زندے بالذات تاکہ ہر معبود کو شامل ہو۔ (ت)

تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے:

فَالْمُرَادُ مَا لَاحَيٰوةَ سَوَآءٌ كَانَ لَهٗ حَيٰوةٌ ثُمَّ مَاتَ كَعُزَيْرٍ اَوْ سَيَمُوْتُ كَعِيْسٰى وَالْمَلٰٓئِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اَوْلَيْسَ مِنَ الْحَيٰوةِ كَالْاَصْنَامِ۔ [1]

یعنی ان اموات سے عام مراد ہے خواہ اس میں حیات کی قابلیت ہی نہ ہو جیسے بت، یا حیات تھی اور موت عارض ہوئی جیسے عزیر، یا آئندہ عارض ہونے والی ہے جیسے عیسیٰ وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

منکرین دیکھیں کہ ان کا شبہہ ہر پہلو پر مردود ہے۔ وللہ الحمد)

شبہہ دوم: لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى [1] (اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت فرمائے۔ ت)

اقول وَالْمِرْزَائِيَّةُ لَعَنَهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا (میں کہتا ہوں کہ مرزائیوں پر بھی بڑی لعنت ہو)

کیا ہر نبی کی قبر کو یہود ونصاریٰ نے مسجد بنایا

(اولاً اَنْبِيَآئِهِمْ [2] میں اضافت استغراق کیلئے نہیں کہ موسیٰ سے یحییٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام تک ہر نبی کی قبر کو یہود ونصاریٰ سب نے مسجد کرلیا ہو، یہ یقیناً غلط ہے، جس طرح وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ [3] (انہوں نے انبیاء کو ناحق شہید کیا۔ ت) میں اضافت ولام کوئی استغراق کا نہیں کہ نہ سب قاتل اور نہ سب انبیاء شہید کئے، قال تعالیٰ:

فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ٥ [4]

انبیاء کے ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کرتے ہو۔ (ت)

[1] عنایۃ القاضی حاشیۃ الشہاب علیٰ تفسیر البیضاوی آیۃ ۱۶/۲۱ دار صادر بیروت ۵/۳۲۲

[2] و [3] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب مایکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷۷

[4] القرآن الکریم ۴/۱۵۵ [4] القرآن الکریم ۲/۸۷

اور جب استغراق نہیں تو بعض میں مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا داخل کر لینا ادعائے باطل و مردود ہے، یہود کے سب انبیاء نصاریٰ کے بھی انبیاء تھے، یہود و نصاریٰ کا ان میں بعض قبورِ کریمہ کو (مسجد بنالینا) صدقِ حدیث کیلئے بس اور اس سے زیادہ مرتدین کی ہوس۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں یہ اشکال ذکر کر کے نصاریٰ کے انبیاء کہاں ہیں، ان کے تو صرف ایک عیسیٰ نبی تھے ان کی قبر نہیں، ایک جواب یہی دیا جو بتوفیقہ تعالیٰ ہم نے ذکر کیا کہ:

اَوِ الْمُرَادُ بِالْاِتِّخَاذِ اَعَمُّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ اِبْتِدَاعًا اَوْ اِتِّبَاعًا فَالْيَهُوْدُ اِبْتَدَعَتْ وَالنَّصَارٰى اِتَّبَعَتْ، وَلَا رَيْبَ اَنَّ النَّصَارٰى تُعَظِّمُ قُبُوْرَ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ الَّذِيْنَ تُعَظِّمُهُمُ الْيَهُوْدُ ۔[1]

انبیاء کی قبروں کو مسجد بنانا عام ہے کہ ابتداءً ہو یا کسی کی پیروی میں، یہودیوں نے ابتداء کی اور عیسائیوں نے پیروی کی، اور اس میں شک نہیں کہ نصاریٰ بہت سے ان انبیاء کی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں جن کی یہودی تعظیم کرتے ہیں)

یہود و نصاریٰ کا انبیاء اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانا

(ثانیاً امام حافظ الشان (ابن حجر) نے دوسرا جواب یہ دیا کہ اس روایت میں اقتصار واقع ہوا، واقع یہ ہے کہ یہود اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد کرتے اور نصاریٰ اپنے صالحین کی قبروں کو، ولہٰذا صحیح بخاری حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں دربارۂ قبورِ انبیاء تنہا یہود کا نام ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ ۔[2]

[1] فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ دار المعرفۃ بیروت ۱/۴۴۴
[2] صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۶۲

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیا۔

اور صحیح بخاری حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا میں جہاں تنہا نصاریٰ کا ذکر تھا صرف صالحین کا ذکر فرمایا، انبیاء کا نام نہ لیا کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُولٰٓئِكَ قَوْمٌ اِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ اَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَّصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ ۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نصاریٰ وہ قوم ہے کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنالیتے اور اس میں تصویریں بناتے۔

اور صحیح مسلم حدیث جندب رضی اللہ عنہ میں یہود و نصاریٰ دونوں کو عام تھا انبیاء و صالحین کو جمع فرمایا کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا وَمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدًا ۔[2]

میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا: خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیتے تھے۔

ہمیشہ جمع طرق سے معنیٰ حدیث کا ایضاح ہوتا ہے۔

قادیانیوں کی ایک اور چالاکی

ثالثاً اقول چالاکی بھی سمجھئے! یہ فقط قبرِ عیسیٰ ثابت کرنا نہیں بلکہ اس میں بہت اہم راز مضمر ہے، قادیانی مدعی نبوت تھا اور سخت جھوٹا کذاب جس کے سفید چمکتے ہوئے جھوٹ وہ محمدی والے نکاح، اور انبیاء کے چاند والے بیٹے قادیان و قادیانیہ کے محفوظ از طاعون رہنے کی پیشین گوئیاں وغیرہا ہیں، اور ہر عاقل جانتا ہے کہ نبوت اور جھوٹ کا اجتماع محال، اس

[1] صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۶۲

سے قادیانی کا سارا گھر ہر عاقل کے نزدیک گھروندا ہوگیا اس لئے فکر ہوئی کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ جھوٹا ثابت کریں کہ قادیانی کذاب کی نبوت بھی بن پڑے۔

مرزا قادیانی کے کروڑہا کفر

اس کا علاج خود قادیانی نے اپنے ازالہ اوہام ص:۶۲۹ پر یہ کیا کہ ایک زمانے میں چار سونبیوں کی پیشگوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے، یہ اس مرتد کے اکٹھے چار سو کفر کہ ہر نبی کی تکذیب کفر ہے، بلکہ کروڑوں کفر ہیں کہ ایک نبی کی تکذیب تمام انبیاء اللہ کی تکذیب ہے، قال اللہ تعالیٰ: كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۝[1] (نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ (ت)

تو اس نے چار سو ہر نبی کی تکذیب کی، اگر انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں[1] تو قادیانی کے چار کروڑ چھیانوے لاکھ کفر، اور اگر دو ۲ لاکھ چوبیس ہزار ہیں[2] تو یہ اس کے آٹھ کروڑ چھیانوے لاکھ کفر ہیں، اور اب ان مرزائیوں نے خود یا اسی سے سیکھ کر اندراجِ کفر میں اور ترقی معکوس کر کے اسفل سافلین میں پہنچنا چاہا کہ معاذ اللہ معاذ اللہ سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کا جھوٹ ثابت کریں)

[1] القرآن الکریم ۲۶/۱۰۵

[1] کما رواہ احمد و ابن حبان والحاکم و البیهقی وغیرهم عن ابی ذر و هؤلاء و ابن ابی حاتم والطبرانی و ابن مردویه عن ابی امامة رضی الله تعالیٰ عنهما ۱۲ منه غفرله (م)

جیسا کہ احمد، ابن حبان، حاکم، بیہقی وغیرہم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے نیز انہوں نے اور ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

[2] کما فی روایة علیٰ ما فی شرح عقائد النسفی للتفتازانی قال خاتم الحفاظ لم اقف علیها ۱۲ منه غفرله (م)

جیسا کہ دوسری روایت میں ہے جس کو علامہ تفتازانی نے شرح عقائد نسفی میں ذکر فرمایا، خاتم الحفاظ نے فرمایا میں اس پر واقف نہیں ہوا ۱۲ منہ (ت)

[1] مسند احمد بن حنبل حدیث ابوامامۃ الباہلی دار الفکر بیروت ۵/۲۶۶

[2] شرح عقائد النسفی دار اشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ص:۱۰۱

مرزا قادیانی کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دروغ گوئی کا الزام

اس حدیث کے یہ معنی گھڑے کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کو مسجد کر لیا، یہ صریح سپید جھوٹ ہے، نصاریٰ ہرگز مسیح کی قبر ہی نہیں مانتے تو اسے مسجد کر لینا تو دوسرا درجہ ہے، تو مطلب یہ ہوا کہ دیکھو مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کے دشمنوں) نے (خاک بدہن ملعونان) کیسی صریح جھوٹی خبر دی پھر اگر ہمارا قادیانی نبی جھوٹ کے پھکنے اڑاتا تھا تو کیا ہوا قادیانی مرتدین کا اگر یہ مطلب نہیں تو جلد بتائیں کہ نصاریٰ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کب مانتے ہیں، کہاں بتاتے ہیں، کس کس نصرانی نے اس قبر کو مسجد کر لیا جس کا مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر کیا، اس مسجد کا روئے زمین پر کہیں پتا ہے؟ ان نصرانیوں کا دنیا کے پردے پر کہیں نشان ہے؟ اور جب یہ نہ بتا سکو اور ہرگز نہ بتا سکو گے تو اقرار کرو کہ تم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذمے معاذ اللہ دروغ گوئی کا الزام لگانے کو حدیث کے یہ معنی گھڑے) اور:

قرآنی فیصلے

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝[1]

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (ت)

کی گہرائی میں پڑے الا لعنة الله علی الظلمین، کیوں، حدیث سے موتِ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر استدلال کا مزا چکھا؟

كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ ط وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝[2]
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم)

[1] القرآن الکریم ۳۳/۵۷ [2] القرآن الکریم ۶۸/۳۳

کتب العبد المذنب

احمد رضا البریلوی عفی عنہ

بمحمد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

☆☆☆☆☆☆☆☆

کتب پر تبصرہ

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" (دعوتِ اسلامی) میں مرد و عورت، طلبہ و طالبات، بچوں، تجارت پیشہ اور تنظیمی ذمہ داران الغرض کئی شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں کے لئے دلچسپی کا سامان ہے۔ "ماہناہ فیضانِ مدینہ" میں (1) تفسیر قرآن کریم (2) حدیث شریف اور اس کی شرح (3) مدنی مذاکرے کے سوال جواب (4) اشعار کی تشریح (5) مکتوباتِ امیر اہلِ سنت (6) اسلام کی روشن تعلیمات (7) نوجوانوں کے مسائل (8) اسلامی عقائد و معلومات (9) بزرگوں کو یاد رکھئے (10) معاشرے کے ناسور (11) مدنی کلینک (12) دعوتِ اسلامی کی مدنی خبریں اور (13) تجارت کے اہم موضوعات پر "احکامِ تجارت" سمیت 40 سے زائد سلسلے شامل ہوتے ہیں۔ 66 صفحات پر مشتمل "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے رنگین شمارے کا ہدیہ 60 روپے اور سادہ شمارے کا ہدیہ صرف 35 روپے ہے۔

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی وسیع اشاعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ الحمد للہ عزوجل جنوری 2017ء / ربیع الآخر 1438ھ سے فروری 2018ء / جمادی الاخریٰ 1439ھ تک 14 ماہ میں تقریباً 12 لاکھ 26 ہزار کی تعداد میں شائع ہوا ہے جو کسی بھی اسلامی ماہنامے کی اشاعت کے حوالے سے ایک ریکارڈ ہے، جبکہ بذریعہ انٹرنیٹ و سوشل میڈیا مطالعہ کرنیوالوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ اس لنک www.dawateislami.net/magazine سے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کو آن لائن پڑھنے کے ساتھ ساتھ ڈاؤن لوڈ بھی کیا جاسکتا ہے۔

ایڈریس: آفس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ، کراچی

شاہکار تراجم

ترتیب خلیل احمد رانا

امام عاشقاں مولانا احمد رضا خاں سنی حنفی قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ترجمہ قرآن (کنز الایمان) کے تراجم پر عموماً یہ اعتراضات کئے ہیں:

(۱) اعتراض

اس اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کا ترجمہ سابقہ تمام تفاسیر اور تراجم کے بالکل مخالف ہے، لیکن معترض نے اس الزام کے ثبوت میں کسی تفسیر کا حوالہ نہیں دیا، پھر آخر میں مولوی محمود الحسن دیوبندی کا ترجمہ دیا ہے کہ "تو کہہ میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے اور نہ میں جانوں غیب کی بات اور نہ میں کہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں" اور کہا کہ یہ ترجمہ عربی گرائمر اور سابقہ تمام تراجم اور تفاسیر کے عین مطابق ہے، معترض کا یہ دعویٰ تو قارئین کو ہمارا جواب پڑھ کر معلوم ہو جائے گا کہ خود ان کے دیوبندی مولویوں کا ترجمہ ہی اس کے مخالف ہے اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ مولوی محمود الحسن کا ترجمہ تمام تفاسیر کے عین مطابق ہے یا نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓى اِلَیَّ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَالْبَصِیْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۔ (سورۃ الانعام: آیت ۵۰)

(ترجمہ) تم فرمادو میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ

یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے، اندھے اور انکھیارے تو کیا تم غور نہیں کرتے۔

اس مقام پر امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہٗ کے ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے نفیِ قول ہے یعنی کہنے کی نفی ہے کہ میں نہیں کہتا، اور ذاتی طور پر علم غیب جاننے کی نفی ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ سے عطا ہونے والے علم غیب عطائی کی نفی، لیکن اس کے برعکس مولوی محمود الحسن کے ترجمہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم کے مطلقاً علم غیب جاننے کی نفی ہو رہی ہے جو کہ درست نہیں، یہاں تو قول کی نفی ہو رہی ہے یعنی خود بخود علم غیب جاننے کی۔

آیت مذکورہ بالا کا پس منظر یہ ہے کہ کفار، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے طرح طرح کے سوال کرتے تھے، کبھی کہتے اگر آپ رسول ہیں تو ہمیں بہت سا سامان دیجئے، کبھی کہتے مستقبل کی خبریں بتایئے تاکہ ہم منڈیوں کے بھاؤ معلوم کر سکیں، ہم نفع حاصل کریں اور نقصان سے بچیں اور کبھی کہتے آپ کیسے رسول ہیں کہ کھاتے پیتے بھی ہیں اور نکاح بھی کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

کفار کے اِن سوالات کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ بالا نازل فرمائی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا آپ ان لوگوں کو بتادیں کہ میں نے کب خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے کہ میں تمہیں خزانے دوں یا تمہیں اپنے آپ غیب کی خبریں بتاؤں اور میں نے کب یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں فرشتہ ہوں تاکہ کھانے پینے، نکاح اور شادی وغیرہ سے اجتناب کروں، لہٰذا اس آیت کا مفاد یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے الوہیت اور ملکیت کا دعویٰ نہیں کیا۔

اَب یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ دو جگہ ''لا اقول'' کا لفظ ہے اور ایک جگہ صرف ''لا'' ہے ''اقول'' نہیں ہے اور اسی کو بنیاد بنا کر اُردو تراجم میں ''ولا اعلم الغیب'' کے معنی ''میں غیب نہیں جانتا'' کئے گئے ہیں، جس سے ایک خرابی یہ لازم آتی ہے کہ مولوی محمود الحسن کا ترجمہ کی مدعائے قرآنی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے الوہیت وملکیت کے دعویٰ کی نفی، سے مطابقت نہیں کیونکہ محض غیب دانی سے الوہیت کی نفی نہیں ہوتی۔ بلکہ نفیِ

الوہیت، دعویٰ علم کی نفی سے ہوگی۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ مولوی محمود الحسن کے ترجمہ کے مطابق علم غیب کی نفی لازم آتی ہے ذاتی ہو یا عطائی، اس صورت میں اِن تمام علوم غیبیہ کا انکار لازم آئے گا جو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے اور جن کے ذکر سے کتب احادیث بھری پڑی ہیں، اِن خرابیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے مفسرین کرام نے فرمایا کہ یہاں (ولا اعلم الغیب میں) علم غیب کی نفی نہیں، دعویٰ کی نفی ہے، لہٰذا امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کا ترجمہ منشاء قرآنی کے عین مطابق اور تفاسیر معتبرہ کے موافق ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اس ترجمہ میں علم غیب کے دعویٰ کی نفی کا قول کیا اور ترجمہ میں ''اپنے آپ'' کی قید لگا کر علم غیب ذاتی کی نفی فرمائی اور علم عطائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کیا۔

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے ترجمہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نفیِ قول ہے یعنی کہنے کی نفی ہے نہ کہ عطائی کی، لیکن اس کے برعکس دوسرے تراجم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مطلقاً غیب کی نفی ہو رہی ہے حالانکہ یہ درست نہیں، یہاں قول کی نفی ہے۔

ذیل میں تفاسیر کی عبارات پیش کی جاتی ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ علم غیب کی نفی نہیں بلکہ اس کے دعویٰ کی نفی ہے۔

تفسیر مدارک میں امام نسفی لکھتے ہیں:

''ولا اعلم الغیب النصب عطف علی محل عندی خزائن اللہ لانہ من جملۃ المقول کانہ قال لا اقول لکم ھذا القول ولا ھذا القول ولا اقول لکم انی ملک ای لا ادعی ما یستبعد فی العقول ان یکون بشر ممن ملک خزائن اللہ وعلم الغیوب ودعویٰ الملکیۃ وانما ادعی ما کان لکثیر من البشر وھو النبوۃ''۔

''لا اعلم الغیب جملہ محل نصب میں ہے کیونکہ اس کا عطف عندی خزائن اللہ کے محل پر ہے اور وہ بھی محل نصب میں ہے کیونکہ وہ جملہ اقول کا مقولہ ہے لہٰذا مقصد یہ ہوا کہ تمام معطوف اور معطوف علیہ مقولہ ہیں کہ میں نہ یہ کہتا ہوں اور نہ یہ، ولا اقول لکم انی ملک کی تفسیر میں بھی یہ بیان کرتے ہیں کہ میں

یہ دعویٰ نہیں کرتا جو انسانی عقل سے بعید ہو کہ ایک بشر کے پاس اللہ کے خزانے ہوں اور علم غیب رکھتا ہو اور فرشتہ ہونے کا دعویدار ہو بلکہ میں وہ دعویٰ کرتا ہوں جو پہلے بھی کثیر حضرات نے دعویٰ نبوت کیا ہے''۔

(تفسیر مدارک التنزیل، مطبوعہ بیروت، ص ۵۰۵)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

''ولا اعلم الغیب عطف علی ''عندی خزائن اللہ'' ولا ، زائدة یعنی لا اقول لکم اعلم الغیب مالم یوح الیّ''۔

یعنی ''ولا اعلم اغیب'' کا ''عندی خزائن اللہ'' پر عطف ہے (اور یہ لا اقول کے تحت داخل ہے) ''لا'' زایدہ ہے یعنی میں تمہیں نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں جب تک مجھے وحی نہ ہو۔ (قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، ج ۳، ص ۲۸۸)

ابوالسعود محمد بن عمادی فرماتے ہیں:

''عطف علی محل عندی خزائن اللہ ای ولا ادعی ایضاً انی اعلم الغیب من افعاله تعالیٰ حتیٰ تساء لونی عن وقت الساعة اووقت نزول العذاب اونحوهما''

(ولا اعلم الغیب کا) ''عندی خزائن اللہ'' کے محل پر عطف ہے یعنی میں دعویٰ نہیں کرتا کہ (میں ذاتی طور پر) اللہ تعالیٰ کے افعال غیبیہ جانتا ہوں تا کہ تم مجھ سے وقت قیامت، نزول عذاب یا اس قسم کا کوئی اور سوال کرو۔

(محمد بن محمد ابوالسعود: تفسیر ابوالسعود: ج ۳، ص ۱۳۶)

قاضی بیضاوی علیہ الرحمہ علم غیب کی ذاتی اور عطائی علم میں تقسیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علم ذاتی کی نفی کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

''ولا اعلم الغیب مالم یوح الی ولم ینصب علیه دلیل''

یعنی میں اس وقت تک غیب نہیں جانتا جب تک مجھ پر وحی نہ ہو اور اس (علم) پر کوئی دلیل قائم نہ ہو۔

(احمد بن محمد شہاب الدین خفاجی، حاشیہ الشہاب علی البیضاوی، ج ۴، ص ۶۵)

اسی تفسیر بیضاوی کے حاشیہ ''الشہاب'' میں ہے:

''ویحتمل انه مقول اقول لا قل ولذا قیل لو قال المصنف رحمه اللہ من جملة مالایقول کان اوضح وکلمة لا حینئذ فی لا اعلم مذکرة للنفی لا نافیة ولم یجعل من مقول قل لان المقصود نفی دعوی علم الغیب ودعویٰ مالکیة خزائن اللہ تعالیٰ لیکونا شاهدین علی نفی دعوی الالوهیة''۔

یہ بھی احتمال ہے کہ ''ولا اعلم الغیب'' ''اقول'' کا مقولہ ہو ''قُل'' کا نہ ہو، لہذا اگر مصنف (قاضی بیضاوی) اسے عدم دعویٰ سے قرار دیتے تو بات واضح ہوتی اس وقت ''لا اعلم'' میں کلمہ ''لا'' نفی کی یاد دلانے والا ہوگا، نافیہ نہ ہوگا (یعنی علم غیب کی نفی نہ کرے گا) اور یہ مقولہ سے قرار نہیں پائے گا کیونکہ مقصود دعویٰ علم غیب اور مالکیت خزائن اللہ کے دعویٰ کی نفی ہے تا کہ یہ دونوں باتیں دعویٰ الوہیت کی نفی پر شاہد بن جائیں۔

(احمد بن محمد شہاب الدین خفاجی، حاشیہ الشہاب علی البیضاوی، ج ۴، ص ۶۵)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ای ولا ادعی کونی موصوفا بعلم اللہ تعالیٰ وبجموع هذین الکلامین حصل انه لا یدعی الالوهیة''۔

یعنی میں اللہ تعالیٰ کے علم سے موصوف ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا اور ان دو کلاموں (اللہ تعالیٰ کے خزائن اور علم غیب کے دعویٰ کی حضور علیہ السلام سے نفی) کے مجموعہ کا ماحاصل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم الوہیت کا دعویٰ نہیں فرماتے۔ (فخر الدین رازی: تفسیر کبیر: جلد ۱۲: ص ۲۳۱)

سیّد محمود آلوسی بغدادی فرماتے ہیں:

''عطف علی محل عندی خزائن اللہ فهو مقول اقول ایضاً''۔

(یعنی ''لا اعلم الغیب'' کا) ''عندی خزائن اللہ'' پر عطف ہے اور یہ بھی لا اقول کا مقولہ ہے (یعنی میں نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں)۔

(سید محمود آلوسی: تفسیر روح المعانی: جلد ۷، ص ۱۳۴)

مزید لکھتے ہیں:

''لا فائدة في الاخبار باني لا اعلم الغيب وانما الفائدة في الاخبار باني لا اقول ذلك ليكون نفيا لا دعاء الامرين اللذين هما من خواص الالهية ليكون المعنى اني لا ادعى الالهية''۔

اس بات کی خبر دینے میں کہ میں غیب نہیں جانتا، کوئی فائدہ نہیں، فائدہ اس بات کی خبر دینے میں ہے کہ میں (غیب دانی کا) دعویٰ نہیں کرتا تا کہ ان دو باتوں کی نفی ہو جائے جو الوہیت کا خاصہ ہیں اور ثابت ہو کہ میں الوہیت کا دعویٰ نہیں کرتا۔

امام ناصر الدین ابی الخیر عبداللہ بن عمر شافعی بیضاوی نے بھی تفسیر بیضاوی میں یہی مفہوم لکھا کہ

''ولا اعلم الغيب'' ما لم يوح الي ولم ينصب عليه دليل وهو من جملة المقول۔

یعنی اور میں غیب نہیں جانتا اس سے مراد یہ ہے کہ جس غیب کی میری طرف وحی نہ کی جائے یا جس غیب پر دلیل (عقلی یا سمعی) قائم نہ ہو۔

(انوار التنزیل واسرار التاویل تفسیر بیضاوی، طبع بیروت، ص ۱۶۳)

علامہ عصام الدین اسماعیل بن محمد الحنفی نے بھی حاشیہ القونوی علی البیضاوی میں یہی مفہوم بیان کیا۔ (حاشیہ القونوی علی تفسیر الامام البیضاوی، مطبوعہ بیروت، ص ۱۰۷)

علامہ ابی حیان اندلسی نے بھی تفسیر البحر المحیط میں یہی مفہوم لکھا۔

(تفسیر البحر المحیط، مطبوعہ بیروت، ص ۱۳۶)

علامہ ابن جار اللہ زمخشری نے بھی یہی مفہوم لکھا:

(تفسیر الکشاف، جز ثانی، ص ۳۴۸)

حافظ ابن کثیر دمشقی نے بھی ذاتی علم غیب کی نفی کی ہے:

(تفسیر ابن کثیر: جز الثالث، ص ۲۵۸)

علامہ شیخ محمد نووی مکی نے بھی لکھا ہے کہ اس آیت میں دعویٰ کی نفی ہے۔

(تفسیر مراح البید: طبع ۱۳۰۵ھ، ص ۲۲۹)

علامہ احمد مصطفےٰ مراغی نے بھی لکھا ہے کہ یہاں دعویٰ نفی ہے۔

(تفسیر المرغی: جز سابع، ص ۱۳۱، ۱۳۲)

علامہ وھبۃ الزحیلی نے بھی اس آیت کے تحت علم ذاتی کی نفی کی ہے۔

(تفسیر الوسیط: ص ۵۵۳)

امام الخطیب الشربینی نے بھی دعویٰ الوہیت وملکیت کی نفی کی ہے۔

(تفسیر سراج المنیر: ص ۴۰۳)

علامہ ابن جریر طبری نے بھی لکھا کہ یہاں دعویٰ کی نفی ہے۔

(تفسیر جامع البیان طبری، جز تاسع، ص ۲۵۶)

امام ابی عبداللہ بن محمد عرفہ نے بھی یہی لکھا کہ یہاں قول کی نفی ہے۔

(تفسیر ابن عرفہ، مطبوعہ بیروت، ص ۱۵۷)

امام جلال الدین محلی اور امام جلال الدین سیوطی نے بھی تفسیر جلالین میں یہی لکھا کہ یہاں خود جاننے کی نفی ہے۔ (تفسیر جلالین، مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت، ص ۱۳۳)

علامہ محمد بن عبدالرحمٰن شیرازی شافعی لکھتے ہیں کہ ولا اعلم الغیب کا عندی خزائن اللہ پر عطف ہے۔ یعنی میں تمہیں نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں۔

(تفسیر جامع البیان، مطبوعہ بیروت، جز اول، ص ۵۳۵)

غیر مقلد مولوی نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے بھی یہی لکھا کہ اس آیت میں دعویٰ کی نفی ہے۔ (تفسیر فتح البیان، جز رابع، مطبوعہ بیروت، ص ۱۴۵، ۱۴۶)

علمائے دیوبند نے بھی اس آیت کو اس پر محمول کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطلقاً غیب کی نفی نہیں کی گئی بلکہ مستقل اور بالذات علم کی نفی کی گئی ہے یا تمام معلومات کی نفی کی گئی ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

''اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں''۔ (بیان القرآن، مطبوعہ ملتان، ص ۲۸۳)

یعنی بعض علم غیب اللہ تعالیٰ کی عطا سے جانتا ہوں، تھانوی صاحب نے اپنے ترجمہ میں مطلقاً علم غیب جاننے کی نفی نہیں کی بلکہ ان کے ترجمہ سے بعض علم غیب جاننا ثابت ہورہا ہے، اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کا عقیدہ بریلوی عقیدہ ہے تو تھانوی صاحب کے لئے بھی وہی الفاظ استعمال کردیں جو کہ مظلوم امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے لئے کئے ہیں۔ دیوبندی معترض سے سوال ہے کہ یہ لفظ ''تمام'' کس عربی لفظ کا ترجمہ ہے؟

مولوی شبیر احمد عثمانی نے بھی اپنی تفسیر میں یہی بات کی، لکھتے ہیں:

''یا تمام معلومات غیبیہ وشہادیہ پر خواہ ان کا تعلق فرائض رسالت سے ہو یا نہ ہو، اس کو مطلع کردیا گیا ہے کہ جو کچھ تم پوچھو وہ فوراً بتلا دیا کرے''۔

(تفسیر عثمانی، مطبوعہ کراچی، ص ۶۱۵)

یہاں بھی خود تمام معلومات غیبیہ جاننے کا انکار ہے، بعض علوم غیبیہ جاننے کا انکار نہیں یعنی مطلقاً علم غیب جاننے کی نفی نہیں۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی (کراچی) نے بھی یہی بات لکھی ہے:

''اور نہ میں تمام غیب کی چیزوں کو جانتا ہوں (جو اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے)''۔

یہاں بھی تمام غیب کی چیزوں کو جاننے کی نفی ہے، مطلقاً عطائی غیب جاننے کی نفی نہیں۔

مولوی عبدالقیوم دیوبندی نے ''ولا اعلم الغیب'' کی تفسیر میں لکھا ہے:

''یا تمام معلومات غیبیہ وشہادیہ پر خواہ ان کا تعلق فرائض رسالت سے ہو یا نہ ہو، اس کو مطلع کردیا گیا ہے کہ جو کچھ تم پوچھو وہ فوراً بتلا دیا کرے''۔

(گلدستہ تفاسیر، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، جلد دوم، ص ۳۸۸)

یہاں بھی خود تمام معلومات غیبیہ جاننے کا انکار ہے، بعض علوم غیبیہ جاننے کا انکار نہیں یعنی مطلقاً علم غیب جاننے کی نفی نہیں۔

مطلقاً علم غیب جاننے کی نفی اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو عموماً علم غیب عطا فرمایا ہے، اس سلسلے میں بعض آیات قرآنی

درج ذیل ہیں:

ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ (سورہ آل عمران۔ آیت ۴۴)

''یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں''

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ (سورہ آل عمران۔ آیت ۱۷۹)

''اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے''

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا، إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ

(سورہ الجن۔ آیت ۲۶، ۲۷)

''غیب کا جاننے والا، تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے''۔

امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہٗ کے ترجمہ سے ذاتی علم کی نفی ہے نہ کہ عطائی کی، اس پر تفسیر جمل کو ''لو کنت اعلم الغیب'' (پارہ ۹) کی تفسیر میں دیکھیں تو خود واضح ہوگا کہ مطلقاً غیب کی نفی نہیں ہوسکتی۔

''لقائل ان یقول: قد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جاء ت احادیث فی الصحیح بذلک وھو اعظم من معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فکیف الجمع بینہ وبین قولہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر واجیب انہ یحتمل ان یکون قالہ علی سبیل التواضع والادب المعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ ویقدرہ لی''۔

''اگر کوئی اعتراض کرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت غیبی خبریں دی ہیں اور صحیح احادیث میں اس کا ذکر ہے حالانکہ علم غیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے تو ان احادیث اور قرآن کریم کی اس آیت ''لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر'' میں مطابقت کیسے ہوگی، اس کا جواب یہ

ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجز وانکساری کے طور پر یہ کہا ہے اور
از روئے ادب کہ میں خود غیب نہیں جانتا جب تک مجھے اللہ اس پر مطلع نہ
فرمائے اور قدرت نہ دے''۔

تفاسیر کے واضح بیانات سے یہ مقصد بخوبی حاصل ہوا کہ مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں بلکہ
از خود غیب جاننے کی نفی ہے، ترجمہ بھی جب ہی صحیح ہوگا جس سے یہ پتا چلے کہ یہاں ذاتی
طور پر غیب جاننے کی نفی ہے، امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کا ترجمہ اسی پر دلالت کرتا ہے
جس سے دیگر تراجم خالی ہیں۔

قارئین خود ملاحظہ فرمالیں کہ ترجمہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمت کے متعلق معترض کا یہ کہنا
کہ ''لا اعلم الغیب'' کا ترجمہ ''اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں'' عربی گرائمر کے
اعتبار سے قطعی طور پر صحیح نہیں بلکہ یہ ترجمہ سابقہ تمام تفاسیر اور تراجم کے بالکل مخالف ہے
،قارئین پر واضح ہے کہ یہ اعتراض کہاں تک درست ہے؟

اعتراض۲

اس اعتراض میں دیوبندی معترض کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ماننا باطل
عقیدہ ہے، امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ترجمہ قرآن میں ''ظاہر
صورت بشری'' کسی قرآنی لفظ کا ترجمہ نہیں، امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے یہ ترجمہ
اپنے باطل عقیدہ کے تحفظ کے لئے کیا وغیرہ۔

جواب:

امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ کا ترجمہ قرآن محض لفظی ترجمہ نہیں ہے
(قرآن میں ہر جگہ محض لفظی ترجمہ کرنا شرعاً ممکن بھی نہیں ہے) مولانا احمد رضا خاں علیہ
الرحمہ کا ترجمہ تفسیری ترجمہ ہے، جو دیگر آیات واحادیث کی روشنی میں کیا گیا ہے، چنانچہ
قرآن کریم میں ہے۔

''قُل لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَّسُولًا'' (سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۹۵)

''اگر زمین میں فرشتے ہوتے جو اطمینان سے چلتے پھرتے تو پھر ہم اُن
پر آسمان سے فرشتہ رسول بھیجتے''۔

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں، پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ زمین پر چونکہ بشر
رہتے ہیں لہٰذا اُن کی طرف بشر رسول بھیجے گئے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ملک رسول جن پر نازل ہوتے ہیں (یعنی انبیاء کرام) تو
اُن کا باطن ملکی (یعنی فرشتوں والا نوری باطن) ہوتا ہے، اور اس کے نتیجے کی تائید میں وہ
روایات ہیں جن میں آیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کی نشوونما اہل جنت کی روحوں (ملائکہ) کی
طرز پر ہوتی ہے۔ (کنز العمال حدیث ۳۲۵۵۱، ۳۲۵۵۲، ۳۵۵۶۰)

بخاری ومسلم میں حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا'' **انی لست کھیئتکم** '' (بخاری، حدیث ۱۹۶۳، مسلم، کتاب الصیام، حدیث
۵۵) یعنی میں حقیقت کے لحاظ سے تم جیسا نہیں ہوں۔

اگر انبیاء کرام کی حقیقت وہیئت اور باطن ملکی (نوری) نہ تھی تو اُن پر ملک رسول کا
نزول کیونکر درست ہوا؟ اس صورت میں تو نزولِ ملائکہ، نزول وحی وکتاب ہی مذکورہ آیت
کی رو سے سرے سے درست نہیں رہتا۔ ان شرعی دلائل کی روشنی میں امام احمد رضا خاں
بریلوی علیہ الرحمہ نے ترجمہ کیا تھا کہ ''ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں'' اگر چہ اس
میں بھی تواضع وانکساری موجود ہے، اس لئے ''تم جیسا'' فرمایا گیا، تمہارے برابر نہیں فرمایا
گیا، امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے ترجمہ میں اس مقام پر اعتراض کرنا دیگر نصوص سے آنکھیں
بند کرنے کا نتیجہ ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نور اور ظاہر بشریت کے عقیدہ میں امام احمد
رضا علیہ الرحمہ منفرد نہیں بلکہ یہی عقیدہ سلف صالحین کا ہے، علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ
الرحمہ ''شرح شفا'' میں ''**لا یمکن فی سنۃ اللہ ارسال الملک الا لمن ھو من
جنسہ او من خصہ اللہ کالانبیاء والرسل** '' کے تحت فرماتے ہیں:

**''فانهم خلقهم الله بأبدان بشرية وأرواح ملكية ، فكانوا دون
غيرهم مستعدين لمقاومة الملك ومخالطة ومخاطبة''۔**

(نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض: جز خامس، مطبوعہ بیروت، ص ۱۴۸)

(انبیاء اور رسولوں پر ملائکہ کا نزول اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بدن ظاہر بشری بنائے لیکن ان کے ارواح ملکی یعنی نوری ہیں اسی وجہ سے انبیاء ملائکہ سے میل جول اور خطاب کی طاقت رکھتے ہیں جب کہ انسان اس طاقت سے قاصر ہیں)۔

اسی طرح آگے فرماتے ہیں:

’’ظاهره صلى الله عليه وسلم بشرى وباطنه ملكى‘‘

(نسیم الریاض: جز خامس، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ص ۱۴۲)

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر بشری ہیں اور باطنی ملکی ہیں)

مولوی سرفراز خاں صفدر دیوبندی لکھتے ہیں:

’’علامہ محمد عابدین الشامی الحنفی (المتوفی ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ بشر کی تین قسمیں ہیں، خواص جیسے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور درمیانے قسم کے جیسے حضرات صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) وغیرہ اور عوام جس طرح دیگر لوگ‘‘۔ (شامی، ج ۱، ص ۴۹۲، طبع مصر)

(نور و بشر: مکتبہ عکاظ، دیوبند: ص ۲۱)

مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں:

’’انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بشریت اور ملکیت دونوں کے جامع ہوتے ہیں اور ان کی قوت ملکیت اور روحانیت ملائکہ کی روحانیت سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہوتی ہے‘‘۔ (ماہنامہ قاسم العلوم دیوبند، شمارہ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ، ص ۱۷)

مولوی بدر عالم میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں:

’’انبیاء علیہم السلام بشر ضرور ہوتے ہیں مگر اس کا مطلب یہ سمجھنا بھی صحیح نہیں کہ وہ بالکل ایسے ہی بشر ہوتے ہیں جیسے کہ عام بشر ہوا کرتے ہیں بلکہ وہ ان سے اتنے ممتاز بھی ہوتے ہیں کہ اگر بیک وقت دونوں پر نظر ڈالی جائے تو یوں معلوم ہونے لگتا ہے کہ گویا وہ علیحدہ علیحدہ دو صنفوں کے افراد ہیں‘‘۔

(ترجمان السنۃ، جلد سوم، مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور، ص ۲۴۹)

ایک حدیث متفق علیہ کی نقل کی جس کے الفاظ ہیں:

’’حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا’’ **ایکم مثلی** ‘‘(کیا تم میں کوئی میری طرح ہے؟)

پھر لکھتے ہیں: ’’پس اسی طرح انبیاء علیہم السلام نفس بشریہ میں گو سب انسانوں کے ساتھ شریک ہوتے ہیں لیکن پھر ان سے مشک کی طرح ممتاز بھی ہوتے ہیں، صرف اپنی سیرت میں نہیں بلکہ اپنے جسم و جوارح میں بھی اور ان کے خواص میں بھی‘‘۔

(ترجمان السنۃ، جلد سوم، مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور، ص ۲۴۹)

پھر مسلم شریف کی حدیث کے یہ الفاظ لکھے:

’’مجھے اپنے اوپر قیاس نہ کرو میں تمہاری طرح نہیں ہوں‘‘

(ترجمان السنۃ، جلد سوم، مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور، ص ۲۵۰)

پھر امام رازی کا قول نقل کیا:

’’امام رازی نے تفسیر کبیر میں انبیاء علیہم السلام کے متعلق بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ جس طرح عام بشر سے اپنی روحانی قوتوں میں ممتاز ہوتے ہیں اسی طرح جسمانی طاقتوں میں بھی ممتاز ہوتے ہیں، اپنی سامعہ، باصرہ، شامہ اور ذائقہ سب ہی طاقتوں میں‘‘۔ (ترجمان السنۃ، جلد سوم، مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور، ص ۲۵۱)

مولوی بدر عالم میرٹھی دیوبندی کی ان تحریروں سے یہی ثابت ہوا کہ امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ کا ترجمہ ’’ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں‘‘ قرآن وحدیث کی صحیح ترجمانی ہے۔

مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی نے بھی یہی لکھا کہ:

’’ظاہری طور میں تمہاری طرح بشر ہوں اور مخلوق ہوں مگر باطنی طور پر متخلق باخلاق الٰہی ہوں‘‘۔ (کاندھلوی، معارف القرآن، جلد ۵، ص ۳۶)

اگر امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے بھی قرآن کریم کی صحیح ترجمانی کرتے ہوئے ’’ظاہر صورت بشری‘‘ لکھ دیا تو دیوبندیوں کو اعتراض کیوں؟، ہم نے پہلے ہی لکھ دیا کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا ترجمہ قرآن لفظی نہیں بلکہ تفسیری ہے۔

مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی لکھتے ہیں:

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے جز ستار

(قصائد قاسمی، مطبوعہ ملتان، ص ۶)

مولوی محمد یعقوب نانوتوی دیوبندی لکھتے ہیں:

وہ نورِ غیب ہے ظاہر بشر کی صورت میں کہ جیسے ضمہ سے کسرہ کا کیجئے اشمام

(بیاضِ یعقوبی، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی، حصہ سوم، ص ۲۰۰)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ ''ظاہر صورت بشری'' کے الفاظ لکھ دیں تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مطہرہ کے منکر ٹھہریں، لیکن اگر دیوبندی مولوی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مطہرہ کے بارے میں ''ظاہری طور میں تمہاری طرح بشر ہوں''، ''حجاب بشریت''، ''ظاہر بشر کی صورت'' کے الفاظ لکھیں تو یہ بشریت مطہرہ کے منکر نہ ٹھہریں۔ واہ! کیا بات ہے نام نہاد اہل حق کے انصاف کی۔

دیوبندی علماء کی عبارات سے واضح ہوگیا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی ذات وصفات، اعضاء وجوارح میں غیر نبی سے ممتاز ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ جب حقیقت و ماہیت میں مماثلت نہ رہ گئی تو اَب ظاہری صورت میں ہی مماثلت ہوسکتی ہے۔

دیوبندی معترض نے اپنی جہالت کی وجہ سے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر ارشاد قرآنی کا منشا صرف اتنا ہوتا کہ نبی کی بشریت واضح کردی جائے تو پھر اس کے لئے ''انما انا بشر'' فرمانا کافی تھا ''مثلکم'' کے اضافے کی ضرورت نہ تھی۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی بصیرت اور فہم وفراست پر قربان جایئے کہ انہوں نے قل انما انا بشر مثلکم کے ترجمے میں لفظ کے نیچے لفظ رکھ دینا پسند نہ فرمایا بلکہ اُسی وجہ تشبیہ کو ترجمے کی صورت دے دی جس کے سوا کوئی اور مماثلت کی وجہ نہ بن سکے، تاکہ عام ذہن وجہ تشبیہ کی تلاش میں سرگرداں اور پریشان نہ ہو، نیز غفلت اور لاعلمی کے سبب کسی ایسی چیز کو وجہ تشبیہ نہ ٹھہرالے جس سے وہ خارج از اسلام ہی ہو جائے۔

معترض اگر انصاف پسند ہوتا تو امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے ترجمہ کو آنکھوں سے لگاتا امام احمد رضا نے ایک فقرہ میں طویل وعریض تحقیقات عطر پیش کر دیا اور بے غبار لفظوں

میں اسلامی عقیدے کی وضاحت کردی، یہ تائید ربانی پر ہی موقوف ہے۔

''انا بشر مثلکم'' (میں تمہاری طرح بشر ہوں) کی ترجمانی کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ میں تمہاری طرح انسان ہوں یعنی جیسے تم انسان ہو (فرشتہ اور جن نہیں) اسی طرح میں بھی انسان ہوں (فرشتہ اور جن نہیں)۔

اس ترجمانی میں وجہ مماثلت انسانیت اور بشریت ہے یعنی انسان وبشر ہونے میں تمہاری طرح ہوں۔

۲۔ میں تمہاری طرح انسان ہوں یعنی جس طرح کے انسان تم ہو اسی طرح کا انسان میں بھی ہوں یعنی تم میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں۔

اَب ظاہر ہے کہ پہلی ترجمانی ہی اسلامی عقائد ونظریات کے مطابق ہے۔ جس سے واضح ہے کہ مماثلت صرف ''آدمی ہونے'' یا ''انسان ہونے'' میں ہے نہ کہ دوسری صفات وغیرہا کی حقیقت وماہیت میں۔

چنانچہ تفسیر ''بحر المحیط'' میں ہے:

''(بشر مثلکم) اعلام بالبشرية والمماثلة فی ذلك لا أدعی انی ملك يوحی الی''۔ (تفسیر بحر المحیط: الجز السادس: دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص ۱۶۰)

تفسیر بحر المحیط کی عبارت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ وجہ مماثلت صرف بشریت (یعنی آدمی یا انسان ہونا) ہے۔

تفسیر روح المعانی میں ہے:

''(انما انا بشر مثلکم) لا أدعی الاحاطة بكلماته جل وعلا (يوحی الی) من تلك الكلمات (انما الهكم الهٌ واحد) وانما تميزت عنكم بذلك، وأن المفتوحة وان كفت بما فی تاويل المصدر القائم مقام فاعل (يوحی) والاقتصار علی ما ذكر لأنه ملاك الامر، والقصر فی الموضعين بناء علی القول بافادة انما بالكسر وانما بالفتح الحصر من قصر الموصوف علی الصفة قصر القلب و المقصود عليه فی الاول (انا) والمقصو البشرية

مثل المخاطبين ، وهو على ما قيل مبنى على تنزيلهم منزلة من ذكر لزعمهم أن الرسالة التى يدعيها صلى الله عليه وسلم مبرهنة بالبراهين الساطعة تنا فى ذلك ، وقيل ان المقصود بان يقصر عليه الايحاء اليه صلى الله عليه وسلم على معنى انه صلى الله عليه وسلم مقصود على ايحاء ذلك اليه لا يتجاوزه الى عدم الايحاء كما يزعمون''۔

(تفسیر روح المعانی: جز سادس العشر :ص ۵۳)

تفسیر ''فتح القدیر'' میں قاضی شوکانی نے لکھا:

''(قل انما انا بشر مثلكم) أى ان حالى مقصود على البشرية لا يتخطاها الى الملكية''۔(تفسیر فتح القدیر: جز الثالث :ص ۴۳۸)

تفسیر ''فتح القدیر'' کی عبارت نے واضح کردیا کہ اپنے لئے بشریت ثابت فرماکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات سے ملکیت کی نفی فرمارہے ہیں، جس کا حاصل یہ ہے کہ میں بشر ہوں ملک نہیں جیسے کہ تم بشر ہو ملک نہیں ہو۔

''زبدۃ التفاسیر'' میں ہے:

''(قل انما انا بشر مثلكم) أى ان حالى مقصود على البشرية لا يتخطاها الى الملكية أو الا لهية''۔

(زبدۃ التفاسیر :مطبوعہ قطر، جز سادس عشر: ص ۳۰۴)

''تفسیر ابن عرفۃ'' میں ہے:

''يؤخذ منه أن المماثلة بين الشيئين لا ينافى اختصاص احدهما بأمر دون الآخر، فالانبياء عليهم السلام مماثلون لنا فى الخلق فى الأمور الذاتية، وان اختصوا بأمر عرضى، ويؤخذ منه أن هداية نفوسهم مماثلة لغيرهم ، فليست النبوة أمراً مكتسبا بوجه ، بل هى خصوصية ألحقهم الله بها من غير تطبع ولا اختلاف مجاز''۔ (تفسیر ابن عرفۃ، جز ثالث، مطبوعہ بیروت، ص ۱۰۷)

صدیق حسن خاں قنوجی (غیر مقلد) نے تفسیر ''فتح البیان'' میں لکھا:

''(قل انما انا بشر مثلكم) أى آدمى ان حالى مقصود على البشرية لا يتخطاها الى الملكية ومن كان هكذا فهو لا يدعى احاطة بكلمات الله الا انه امتاز عنهم بالوحى اليه من الله سبحانه فقال(يوحى الى)وكفى بهذا الوصف فارقاً بينه وبين سائر انواع بشر''۔ (تفسیر فتح البیان: الجزالثامن :مطبوعہ بیروت :ص ۱۲)

''تفسیر الوسیط الزحیلی'' میں ہے:

''ثم حض القرآن على صفة التواضع واعلان العبودية لله تعالیٰ ، فذكر : قل ايها النبى للمشركين فى مكة وأمثالهم : ما انا الا بشر مثلكم فى البشرية ، ليس لى صفة الملكية أو شئ من الالوهية''۔(''تفسیر الوسیط الزحیلی'' مطبوعہ دمشق، جز الاول، ص ۱۴۵۷)

''تفسیر جلالین'' میں ہے:

''(قل انما انا بشر) آدمى''۔

(تفسیر جلالین، مطبوعہ دار ابن کثیر، بیروت، ص ۳۰۵)

''تفسیر روح البیان'' میں ہے:

''(قل انما انا بشر مثلكم)قل يا محمد ما انا الا آدمى مثلكم فى الصورة وما وبكم فى بعض الصفات البشرية''۔

(تفسیر روح البیان: جلد الخامس ص ۳۰۹)

''تفسیر خازن'' میں ہے:

''قال ابن عباس علم الله تعالیٰ ورسوله محمدا صلى الله عليه وسلم التواضع لئلا يزهى على خلقه فامره ان يقر فيقول انا آدمى مثلكم الا انى خصصت بالوحى''۔

(تفسیر خازن: جز الثالث ص ۳۴۸)

''تفسیر بغوی'' میں ہے:

''انی آدمی مثلکم''

(تفسیر بغوی، جلد الخامس، مطبوعہ ریاض، ص۲۱۳)

''تفسیر ثعالبی'' میں ہے:

''(انما انا بشر مثلکم) ''خلق آدمی مثلکم قال ابن عباس علم الله ورسوله التواضح لئلایزهو علی خلقه''.

(تفسیر الثعالبی، الجزء السادس: ص۲۰۳)

''تفسیر ابن جریر طبری'' میں ہے:

''قل یا محمد لهؤ لاء المشرکین : انما انا انسان مثلکم من بنی آدم''۔ (تفسیر ابن جریر: جز الخامس العشر، ص۴۳۹)

اسی وجہ مماثلت کو امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے سورہ سجدہ، آیت ٦ **''قل انما انا بشر مثلکم''** کی ترجمانی کرتے ہوئے یہ ترجمہ فرمایا:

''تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں''

جب **''بشر مثلکم''** سے **''مماثلت فی البشریة''** مقصود ہونے پر ساری تفسیریں متفق ہیں تو پھر اسی وجہ مماثلت کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن کریم کی ترجمانی کرنا اور ذہنوں کو ادھر اُدھر بھٹکنے سے بچالینا کون سا جرم ہے؟ مقصود قرآن کو ترجمہ قرآن کی صورت دینا کیوں غلط ہے؟

امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وجہ اسی مماثلت کو کہیں ''ظاہری صورت بشری'' اور کہیں ''آدمی ہونے'' کے لفظوں سے ظاہر کیا ہے، دونوں فقروں کا ماحاصل ایک ہے۔

بشر بول کر انسان اور آدمی مراد لیا جاتا ہے، مگر انسان کو بشر کیوں کہتے ہیں؟

مفردات امام راغب اصفہانی میں ہے کہ بشر ''بشرة'' سے ماخوذ ہے اور بشرة انسان کی جلد کی اوپر والی سطح کو کہتے ہیں، چونکہ انسان کی جلد بالوں سے صاف ہوتی ہے (اس کے برعکس حیوانوں کی کی کھال پر اون اور پشم ہوتی ہے) اس لئے اس کو بشر کہتے ہیں۔

(مفردات امام راغب: مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت: ص۴۷)

اس صورت میں بشر کا لفظی معنی ''صاحب بشرة'' ہوا یعنی چہرہ، مہرہ اور صاف جلد والا اور ظاہر ہے کہ چہرے، مہرے اور اوپر والی جلد کا تعلق ظاہری صورت ہی سے ہے، امام راغب کی اس تحقیق نے امام احمد رضا کے نظر کی گہرائی کو اور بھی روشن کردیا، یقیناً انہوں نے اپنے ترجمے میں لفظ بشر کے ماخذ کے بنیادی معنی کی خاص رعایت رکھی۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے ترجمے میں ''ظاہر صورت بشری'' میں رسول کو جو مخاطبین کا مماثل قرار دیا ہے یہی تو عین حقیقت ہے، اگر معاندین امام احمد رضا کے ترجمے نہیں سمجھ سکے تو اس میں ان کی عقل کا قصور ہے، امام احمد رضا کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشر بھی ہیں اور مخاطبین کے مماثل بھی مگر وجہ مماثلت وہ نہیں جو شاتمان رسول کی تحریروں سے ظاہر ہے بلکہ وجہ مماثلت صرف ''ظاہر صورت بشری'' میں ہے جو کہ امام احمد رضا کے ترجمے سے ظاہر ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں مگر آپ کی بشریت دوسرے انسانوں کی بشریت سے جوہری اور حقیقی فرق رکھتی ہے، بالکل یہی بات امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ سے پہلے علامہ شیخ اسماعیل حقی البرسوی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۱۳۷ھ) نے آیت **''ید اللہ فوق ایدیھم''** کی تفسیر میں فرمایا:

''قال الواسطی اخبر الله بهذه الآية ان البشرية نبيه عارية واضافة لا حقيقة'' (تفسیر روح البیان: جلد التاسع: مطبوعہ استنبول ۱۹۲٦ء، ص۲۱)

''امام واسطی نے کہا کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ میرے نبی کی بشریت عارضی اور اضافی ہے حقیقی نہیں ہے''۔

علامہ روز بہان بن ابی نصر البقلی (متوفی ٦۰٦ھ) نے بھی یہی تفسیر فرمائی:

''ان البشرية في نبيه صلى الله عليه وسلم عارية واضافة دون الحقيقة''

(تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن: مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ص۳۱۹)

دیوبندیوں کے ''خیر الفتاویٰ'' جلد اوّل، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان، ص۲۵۲ پر تفسیر ''روح البیان'' کو تفاسیر صحیحہ میں شمار کیا ہے۔

اعتراض ۳

عقیدہ مختارِ کل کو قرآن سے ثابت کرنے کی ناکام کوشش

بریلوی حضرات کے باطل عقیدہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختارِ کل'' ہیں کے ردّ میں قرآنی آیت:

قُل لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ (سورۃ یونس، آیت ۴۹)

احمد رضا خان اس آیت کا ترجمہ یوں کرتا ہے:

''تم فرماؤ میں اپنی جان کے بُرے بھلے کا (ذاتی) اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے''۔

اس ترجمہ پر اعتراض ہے کہ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ترجمہ میں لفظ (ذاتی) کی زیادتی کی ہے۔

پھر لکھا ہے کہ اس آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہے:

''آپ فرما دیجئے کہ میں اپنی ذات کے لئے تو کسی ضرر اور کسی نفع کا اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جتنا خدا کو منظور ہو''۔ (حضرت تھانوی)

(معترض نے تھانوی کے ترجمہ میں تحریف کی ہے، تھانوی صاحب کا ترجمہ آگے آرہا ہے)

جواب

قُل لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ (سورۃ یونس، آیت ۴۹)

(تم فرماؤ میں اپنی جان کے بُرے بھلے کا (ذاتی) اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے)

(ترجمہ کنز الایمان)

یعنی میں اپنے آپ یا خود بغیر رب کی عطا کے اپنے لئے بھی نفع ونقصان کا مالک نہیں۔اب یہ کہا جائے کہ میں خود مختار نہیں، یا میں ذاتی طور پر اختیار نہیں رکھتا، یا میں خود اختیار نہیں رکھتا، تمام کا مفہوم ایک ہی ہے۔

اگر امام احمد رضا علیہ الرحمہ لفظ ''ذاتی'' لکھنے کے مجرم ہیں تو درج ذیل ترجمہ کرنے والے کیوں مجرم نہیں؟:

مولوی عبد القیوم دیوبندی (دارالعلوم اکوڑہ خٹک) لکھتے ہیں:

''میں خود اپنے نفع نقصان کا صرف اسی قدر مالک ہوں جتنا اللہ چاہے''

(گلدستہ تفاسیر، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، جلد ۳ ص ۲۶۴)

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:

''میں خود تو اپنے نفع نقصان کا صرف اسی قدر مالک ہوں جتنا اللہ چاہے''

(تفسیر عثمانی، جلد دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۸۷)

مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں:

''فرما دیجئے کہ میں (خود) اپنی ذات خاص کے لئے تو کسی نفع (کے حاصل کرنے) کا اور کسی ضرر (کے دفع کرنے) کا اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جتنا (اختیار) خدا کو منظور ہو''۔ (تفسیر معارف القرآن، جلد چہارم، ص ۵۳۸)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

''آپ فرما دیجئے میں (خود) اپنی ذات خاص کے لئے تو کسی نفع (کے حاصل کرنے) کا اور کسی ضرر (کے دفع کرنے) کا اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جتنا (اختیار) خدا کو منظور ہو''۔

(تسہیل مکمل تفسیر بیان القرآن، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، ص ۴۴۸)

اعتراض ۴

اس اعتراض میں معترض کہتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنے باطل عقیدے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں کو تحفظ دینے کے لئے لفظ شاہد کا ترجمہ حاضر وناظر کردیا۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

(سورۃ الاحزاب، آیت ۴۵)

"بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر"۔ (ترجمہ امام احمد رضا بریلوی)

جواباً عرض ہے کہ امام ابی القاسم الحسین بن محمد المعروف راغب اصفہانی علیہ الرحمہ "(متوفی ۵۰۲ھ) مفردات القرآن" میں لکھتے ہیں:

"الشھود والشھادۃ الحضور مع المشاھدۃ اما بالبصر او بالبصیرۃ"

(**الشھود والشھادۃ** کے معنی ہیں، بصر یا بصیرت کے ساتھ مشاہدہ کرتے ہوئے حاضر ہونا)

اَب رہا سوال کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہیں تو کس چیز پر حاضر ہیں؟

علامہ ابو سعود علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"(انا ارسلنك شاهدًا) على من بعثت اليهم تراقب احوالهم وتشاهد اعمالهم وتتحمل منهم الشهادة بما صدر عنهم من التصديق والتكذيب وسائر ماهم عليه من الهدیٰ والضلال وتؤديها يوم القيٰمة اداء مقبولا فيما لهم وما عليهم"۔

(تفسیر ابو سعود، جز۶، ص۷۹۰)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ہم نے بھیجا آپ کو شاہد (حاضر و ناظر) بنا کر ان سب پر جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے آپ ان کے احوال کی نگہبانی فرماتے ہیں اور ان کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں یعنی ان سب کے کاموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، اور آپ ان سے تحمل شہادت فرماتے ہیں یعنی ان کے گواہ بنتے ہیں ان تمام چیزوں پر جو ان سے صادر ہوئیں تصدیق اور تکذیب سے اور باقی ان تمام چیزوں سے جن پر وہ ہیں ہدایت اور گمراہی سے، اور آپ اس شہادت کو ادا فرمائیں گے قیامت کے دن جو ادا ہوئی ہوگی ان تمام باتوں میں جو ان کے فائدے کے لئے ہوں گی اور ان تمام باتوں میں بھی جو ان کے نقصان کے لئے ہوں گی۔)

بیضاوی شریف، جلد۲، ص۱۹۷، مطبوعہ مصر میں ہے:

"(شاهدًا) على من بعثت اليهم بتصديقهم وتكذيبهم ونجاتهم وضلالهم"

مدارک التنزیل، جلد۳، ص۲۳۵ پر ہے:

"(يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً) على من بعثت اليهم تكذيبهم وبتصديقهم"

جلالین مطبوعہ مجتبائی، دہلی، ص۳۵۳ پر ہے:

"(شاهدًا) على من ارسلت عليهم"

جمل، جلد۳، ص۴۴۲ پر ہے:

"قوله على من ارسلت بعثت اليهم اى لتترقب احوالهم وتشاهد اعمالهم وتتحمل الشهادة على ما صدر عنهم من التصديق والتكذيب وسائر ماهم عليه من الهدیٰ والضلال وتؤديها يوم القيٰمة اداء مقبولا فيما لهم وفيما عليهم"۔

روح المعانی، پارہ۲۲، ص۴۲ پر ہے:

"(يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً) على من بعثت اليهم تراقب احوالهم وتشاهد اعمالهم وتتحمل عنهم الشهادة بما صدر عنهم من التصديق والتكذيب وسائر ماهم عليه من الهدیٰ والضلال وتؤديها يوم القيٰمة اداء مقبولا فيما لهم وما عليهم"۔

اسی قسم کی عبارت تفسیر کبیر، جلد۶، ص۷۸۸ پر ہے

تفاسیر کی عبارات منقولہ سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سب پر حاضر و ناظر ہیں جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، اَب عرض ہے کہ کائنات میں سے کس کس کی طرف رسول بن کر تشریف لائے ہیں تو سنئے:

صحیح مسلم کی حدیث طویل میں وارد ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ہے "اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً" یعنی میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مسلم شریف، جلد۱، ص۱۹۹، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ۔ مشکوٰۃ، کتاب الفتن، باب فضائل المرسلین، جلد۲، ص۲۰۷)

عبارات مذکورہ کو حدیث شریف سے ملایئے اور یوں کہئے کہ

"(شاھدًا) علی من ارسلت علیھم واُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام پر شاہد ہیں جن کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے اور وہ ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، لہذا ساری مخلوق پر شاہد اور حاضر وناظر ہیں۔

لغت حدیث سے بھی یہ مضمون کو ثابت ہے، ملاحظہ فرمایئے مجمع البحار الانوار، جلد۲، ص۲۲۰:

"وانا شھید ای اشھد علیکم باعمالکم فکانی باق معکم انا شھید علیٰ ھٰؤلاء ای اشفع واشھد بانھم بذلوا ارواحھم اللہ وفیہ ان تعدیۃ ینا فیہ فمعناہ حفیظ علیھم اراقب احوالھم واصونھم من المکارہ"۔

(اور میں شہید ہوں یعنی میں تم پر تمہارے اعمال کی شہادت دوں گا، پس گویا میں تمہارے ساتھ باقی ہوں اور طبرانی میں انا شھید علیٰ ھٰؤلاء وارد ہوا ہے، یعنی میں شفاعت کروں گا اور گواہی دوں گا اس بات کی کہ انہوں نے اپنی روحوں کو اللہ کے لئے خرچ کیا ہے، اور اس مقام میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ "علیٰ" ضرر کے لئے آتا ہے اور شہادت نفع کے لئے ہوگی، لہذا "شھید" کا "علیٰ" کے ساتھ متعدی ہونا اس معنی کے منافی ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہاں "شھید" معنی میں رقیب کے ہے اور رقیب "علیٰ" کے ساتھ متعدی ہوا کرتا ہے، لہذا اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ میں ان پر رقیب یعنی نگہبان ہوں اور ان کے حالات کی نگہبانی فرماتا ہوں اور ان کو تکلیفوں سے بچاتا

ہوں۔)

نیز اسی جلد۲ کے ص۲۲۱ پر ہے

"والشاھد من اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم لانہ یشھد یوم القیامۃ للانبیاء علی الامم بالتبلیغ ویشھد علی امتہ ویزکیھم او ھو بمعنی الشاھد للحال کانہ الناظر الیھا"۔

(شاہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سے ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کے لئے ان امتوں کے خلاف اس امر کی گواہی دیں گے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے تمام احکام اپنی امتوں کو پہنچا دیئے اور اپنی اُمت پر بھی گواہی دیں گے اور ان کا تزکیہ فرمائیں گے، یعنی یہ ارشاد فرمائیں گے کہ میری اُمت جنہوں نے اُمم سابقہ پر گواہی دی ہے، وہ گواہی دینے کے اہل ہیں، اور ان سے کوئی ایسا عمل سرزد نہیں ہوا، جو ان کی عدالت کے منافی ہو اور جس کی وجہ سے وہ گواہی کے اہل نہ رہیں، یا حضور کا شاہد ہونا شاہد للحال ہونے کے معنی میں ہے، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں، اور گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حال کی طرف ناظر ہیں، اور اپنی ظاہری آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہے ہیں، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نظرِ بصیرت سے دیکھنا گویا کہ نظرِ بصر سے دیکھنا ہے۔)

پس واضح ہوگیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا نہیں بلکہ تمام مخلوقات پر حاضر ہیں اور ان کو اپنی بصر یا بصیرت سے دیکھ رہے ہیں۔

حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حاشیہ اخبار الاخیار، ص۱۵۵ پر اپنے مکتوبات شریف میں ارقام فرماتے ہیں:

"وبا چندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ در علماء اُمت است کہ یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقی است وبر اعمال اُمت حاضر وناظر ومر طالبانِ حقیقت را ومتوجہاں آنحضرت را مفیض ومربی است"۔

• (اور باوجود اس قدر اختلافات اور بکثرت مذاہب کے جو علماء اُمت میں ہیں، ایک شخص کو بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر شائبہ مجاز اور بلا توہم تاویل حقیقتِ حیات کے ساتھ دائم و باقی ہیں، اور اعمال اُمت پر حاضر وناظر ہیں، اور طالبانِ حقیقت اور اپنی طرف متوجہ ہونے والوں کو فیض پہنچاتے ہیں اور ان کی تربیت فرماتے ہیں۔)

عالم امر کے زمان ومکان کی قیود سے پاک ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ملک الموت علیہ السلام جو عالمِ امر سے ہیں، آن واحد میں ہزاروں ارواح کو قبض کرتے ہیں اور امکنۂ متعددہ میں تشریف فرما ہوتے ہیں، مسلمات سے ہے، اگر عالم امر کے لئے قیود زمان ومکان کو تسلیم کیا جائے تو ملک الموت علیہ السلام کا آن واحد میں بے شمار روحوں کو قبض کرنا اور مقامات کثیرہ پر تشریف فرما ہونا کیونکر ممکن ہوگا؟ تفسیر روح المعانی کی عبارت نقل ہو چکی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام جب بصورت دحیہ کلبی وغیرہ حاضر بارگاہ نبوت ہوتے تھے تو سدرۃ المنتہیٰ سے جدا نہ ہوتے تھے، حضرت حاجی امداد اللہ صاحب شمائم امدادیہ میں فرماتے ہیں:

''البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہئے، اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے مضائقہ نہیں، کیونکہ عالم خلق مقید بزمان ومکان ہے، لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے، پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں''۔

(شمائم امدادیہ، مصدقہ مولانا اشرف علی تھانوی، مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ، ص ۹۳)

☆☆☆☆☆

ختم نبوت زندہ آباد

قادیانیت مردہ آباد

تحفظ ختم نبوت ایک فرض، ایک قرض!

ختم نبوت کا پیغام! ہر گھر میں پہنچائیں گے
صدیقی ہیں ہم! نغمۂ صدیق ہم سنائیں گے

(انوار)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (سورہ الاحزاب، آیت نمبر 40)

ترجمہ: ''محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔''

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر عقیدۂ ختم نبوت پر اپنی جانب سے مہر ثبت فرما دی کہ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کی خاطر اس کائنات اور تمام مخلوقات کو وجود بخشا گیا، انبیاء ورسل علیہم السلام بھیجے گئے، اب قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہ آئے گا۔

چنانچہ اس عقیدے کے خلاف خود ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس ہی میں نا صرف مردوں بلکہ ایک عورت نے بھی جھوٹی نبوت کے دعوے کئے اور یکے بعد دیگرے جہنم واصل ہوئے۔ حتیٰ کہ خاتم الانبیاء کی وحی ترجمان زبان نے یہ ارشاد فرمایا کہ

(ترجمہ حدیث: میری امت میں تیس کذاب نکلیں گے، ہر کوئی دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، لیکن میں ہی نبی آخر ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں) (بخاری و مسلم، متفق علیہ)

قابل غور: (1) قرآن کریم، (2) احادیث مبارکہ، (3) اجماع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، (4) تابۂ کرام، (5) تبع تابعین کرام، (6) ائمہ اربعہ کرام، (7) اولیاء امت رحمہم اللہ علیہم اجمعین، (8) لغاتِ عربی، فارسی، اردو اور دیگر کے مطابق مسلسل، مستقل، متواتر، پیہم لگاتار اور استمرار کے ساتھ یہ عقیدہ، یہ تشریح، یہ وضاحت ہر طرح ظاہر و باہر ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلسلۂ نبوت کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے منقطع کر دیا ہے۔ باب نبوت کو مسدود (بند) کر دیا اس طرح کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول۔ اب اس کے بعد اگر کوئی اس عقیدہ کے خلاف عقیدہ رکھے، کسی طرح لکھے، چھاپے یا چھپوائے وغیرہ تو وہ علماءِ حق اہلسنّت و جماعت کی وضاحتوں، اصولی تعریفات کے مطابق قطعی ویقینی کافر ہے بلکہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جانیں قربان کرنے کی داستان یمامہ سے شروع ہو کر حال کو پہنچی ہے۔ اس طرح کہ مسلمانوں سے فرائض و واجبات میں تو کوتاہیاں ہوئی ہوں گی مگر انہوں نے اس فریضہ کی ادائیگی میں کسی دور میں بھی سستی و کوتاہی نہ کی۔

آئیں اب اس سچے عقیدے کے خلاف سرگرم عمل قوم (مرزائی یا قادیانی یا احمدی یا لاہوری) کی طرف، جسے 7 ستمبر 1974ء کو حکومت پاکستان نے غیر مسلم قرار دیا۔ یہ شیطان کا وہ ناجائز بچہ ہے جس کی ماں ''یہودیت'' باپ ''نصرانیت'' اور جائے پیدائش ''قادیان'' ہے جو ہندوستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع کا ایک گاؤں ہے۔

کفر کا ازلی طریقہ اسلام کے پیروکاروں کو اسلام کا لبادہ پہن کر ورغلاتا رہا ہے۔ اور یوں ان کے ایمان پر ڈاکہ زنی کرتا ہے۔ برعظیم میں انگریز نے عالم اسلام کے متفقہ عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ایک جہنمی کتے کو تلاش کیا جس کا نام غلام قادیانی تھا۔ اسلام کے گلشن میں اس زہریلے پودے کو کاشت کیا اور اسے دنیا کے ذلیل ترین لالچ کے پانی سے پروان

چڑھایا۔ مگر اسلام کے حسین لبادے میں تاکہ اہل اسلام پہچان نہ سکیں کہ ان کی آستین میں یہ سانپ پل رہا ہے۔ انگریز نے خاص طور پر اسلام کے سینے میں خنجر گھونپنے اور عام طور پر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کیلئے مرزا قادیانی کو کچھ اس طرح پروموٹ کیا: (1) پہلے عالم، (2) پھر مناظر، (3) پھر امام مہدی، (4) پھر عیسیٰ علیہ السلام، (5) اور پھر نیا نبی ہونے کا دعویٰ کیا بات یہاں ختم نہیں ہوئی بلکہ اس جہنمی نے وہ وہ بکواسات کیں کہ اللہ کی پناہ۔

مرزا کی بکواسات کا مفہوم

(1) اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخیاں

(2) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں

(3) عیسیٰ علیہ السلام کی بے ادبی

(4) حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی شان میں بکواس

(5) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی شان میں بے ادبیاں

(6) تمام مسلمانوں کو گالیاں

آئیں اب سمجھیں کہ پاکستان میں قادیانیوں پر کیا کیا پابندیاں ہیں:

یہ (1) اپنے عبادت خانے کا نام مسجد نہیں رکھ سکتے۔ (2) اپنا اسلامی نام نہیں رکھ سکتے۔ (3) عبادت کیلئے بلانے کو اذان نہیں کہہ سکتے۔ (4) عبادت خانے پر مینار نہیں بنا سکتے۔ (5) اپنا لٹریچر شائع نہیں کر سکتے وغیرہ۔ طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(دنیا کے مختلف ممالک جہاں قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا ہے)

ترکی، مصر، شام، عراق، فلسطین، مراکش، جنوبی افریقہ، کینیا، نائیجیریا، افغانستان، انڈونیشیا، برما، بنگلہ دیش، موریشس، ہندوستان، ابوظہبی، برطانیہ، چین، جاپان، سعودی عرب، اردن، ملائیشیا وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ اور ممالک بھی ہیں۔

ماضی کی مسلم اہم شخصیات

جنہوں نے قادیانیت کو اسلام اور انسانیت کیلئے زہر قاتل قرار دیا:

(1) علامہ محمد اقبال، (2) قائد اعظم محمد علی جناح، (3) ابو الاثر حفیظ جالندھری پاکستان کا قومی ترانہ لکھنے والے۔

حال کی دو اہم شخصیات

(1) ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان، (2) 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں صرف اڑھائی منٹ میں دشمن کے 5 طیارے تباہ کرنے والے قومی ہیرو جنہیں قادیانیوں کی سازش کی وجہ سے سروس چھوڑنی پڑی جناب ایم ایم عالم ایئر کموڈور صاحب (مرحوم) قادیانیت کے وجود کو مضر سمجھتے ہیں۔

نیز چاروں صوبوں کے عوامی نمائندگان، وکلاء، ججز، وزراء، سول و سرکاری عہدیداران نے قادیانیت کو بادِ سموم قرار دیا ہے۔

ماضی کی چند غیر مسلم اہم شخصیات

جن میں (1) پنڈت جواہر لال نہرو، (2) راجندر سنگھ اور (3) ایس ایم پال قادیانیت کو مہلک سمجھنے والے ہیں۔

اب آیئے مسلک حق اہلسنت و جماعت یعنی سنیوں کے اسلاف کی طرف تو ان کی ایک بہت بڑی تعداد ہے جن کا تذکرہ کرنا فی الوقت ممکن نہیں صرف یادداشت اور حصول برکت کیلئے چند نام پیش کئے جا رہے ہیں (جنہوں نے اس مسئلہ میں امت کی رہنمائی فرمائی)۔

(1) امام عشق و محبت پروانۂ شمع رسالت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی، (2) حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب، (3) حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب، (4) خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب، (5) حضرت میاں شیر محمد صاحب، (6) خواجہ فرید صاحب، (7) پیرانِ تونسہ شریف، (8) سجادہ صاحب اجمیر شریف، (9) پیر کرمانوالہ شریف، (10) سید احمد سعید کاظمی، (11) سید محمد احمد قادری صاحب، (12) خلیفۂ اعلیٰ حضرت امجد علی اعظمی، (13) جگر گوشۂ اعلیٰ حضرت مصطفےٰ رضا خاں صاحب، (14) امین

الحسنات سیّد خلیل احمد قادری صاحب، (15) سید محمود احمد رضوی صاحب، (16) مولانا عبدالحامد بدایونی، (17) مولانا محمد بخش مسلم، (18) مرتضیٰ احمد خاں میکش، (19) مفتی محمد حسین نعیمی، (20) مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، (21) مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب، (22) مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب، (23) امام شاہ احمد نورانی صدیقی صاحب، (24) اور مولانا عبدالستار خاں نیازی صاحب رحمہم اللہ علیہم اجمعین وغیرہم۔

عصر حاضر میں نمایاں پاسبانِ ختم نبوت وتحفظ ناموس رسالت علمائے حق سے چند کے نام: (1) پیر سید عرفان شاہ صاحب مشہدی، (2) پیر آف سیال جناب حمید الدین صاحب دامت ظلہٗ (3) صاحبزادہ فضل کریم (مرحوم)، (4) حافظ خادم حسین رضوی صاحب، (5) ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب، (6) سید مظفر حسین شاہ صاحب، (7) سید خرم ریاض شاہ صاحب، (8) صاحبزادہ رضائے مصطفےٰ صاحب، (9) ثاقب رضا مصطفائی صاحب، (10) اور مفتی منیب الرحمٰن صاحب وغیرہم۔

تبصرہ وتاثرات: عقیدہ ختم نبوت (جلد 16)

مولفہ ادارہ التحفیظ العقائد الاسلامیہ کراچی

ازقلم: پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد گوشۂ محققین، ننکانہ صاحب

''عقیدہ ختم نبوت'' جلد 16 ایک سلسلہ وار انسائیکلو پیڈیائی ضخامت کی سلسلہ وار چھپنے والی علمی، تحقیقی، مناظراتی اور حوالہ جاتی کتب کی سولھویں جلد ہے جس کی ترتیب وتحقیق حضرت علامہ مفتی محمد امین قادری حنفی نے کی۔ مفتی صاحب سن 2005ء میں اللہ کو پیارے ہو گئے مگر ان کا علمی و دینی صدقہ جاریہ قلمی کارنامہ جلد بجلد شائع ہو رہا ہے۔ **اللھم زد فزد و تقبل برحمتک**

''عقیدہ ختم نبوت'' کی جلد 16 میں بابو پیر بخش لاہوری کے پانچ رسائل کو جمع کیا گیا ہے جو اثبات ختم نبوت اور رد قادیانیت کے مضامین کو حاوی ہیں۔ ان پانچ رسائل کی تفصیل درج ذیل ہے:

رسالہ نمبر۱: تحقیق صحیح فی تردید قبر مسیح صفحہ 21 تا 86

رسالہ نمبر۲: حافظ ایمان (فارسی) صفحہ 87 تا 142

رسالہ نمبر۳: حافظ ایمان (اردو) صفحہ 143 تا 206

رسالہ نمبر۴: ردقادیانیت پر مضامین صفحہ 206 تا صفحہ 480

رسالہ نمبر۵: ردقادیانیت پر رسائل صفحہ 481 تا 600

ردقادیانیت پر رسائل کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- مرزائی صاحبان کے ہینڈ بل نمبر ۱۰ کا جواب (علمی، تحقیقی، حوالہ جاتی اور مناظراتی بحث)

۲- مرزائی صاحبان کے ہینڈ بل نمبر ۱۱ کا جواب (علمی، تحقیقی، حوالہ جاتی اور مناظراتی بحث)

۳- مرزائی صاحبان کے ہینڈ بل نمبر ۱۲ کا جواب (علمی، تحقیقی، حوالہ جاتی اور مناظراتی بحث)

۴- مرزائیوں کے عقیدہ لامہدی الاعیسیٰ علیہ السلام پر مدلل بحث

۵- مرزائی صاحبان کے ہینڈ بل نمبر ۱۳ کا جواب (علمی، تحقیقی، حوالہ جاتی اور مناظراتی بحث)

۶- انجمن تائید الاسلام اور یورپ میں اشاعت اسلام

۷- حیات مسیح علیہ السلام نمبر ۱

کتاب عقیدہ ختم نبوت جلد 16 کے آغاز میں بابو پیر بخش لاہوری، قاطع قادیانیت اور مناظر فتنہ مرزائیت کے حالات وخدمات پر ایک مفصل شذرہ دیا گیا ہے جو ازاول تا آخر پڑھے جانے کے لائق ہے (صفحہ 11 تا صفحہ 20) دس صفحات میں مرتب کتاب نے بابو صاحب کے حالات کھول کر بیان کئے ہیں خاص طور پر بابو صاحب کی ردمرزائیت کے سلسلہ میں ''خدمات'' کا بہ تفصیل جائزہ لیا ہے جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ انجمن تائید الاسلام بھاٹی دروازہ لاہور کے بانی تھے۔ مرزائیوں کے رد میں بابو صاحب کی نو کتابیں اور پانچ رسائل ڈھونڈے گئے ہیں۔ علامہ محمد عثمان برکاتی نے 1927ء تک بابو صاحب کی خدمات کا جائزہ لیا ہے (1927ء میں آپ وصال فرما گئے تھے)

جیسا کہ عقیدہ ختم نبوت کی پہلی پندرہ جلدوں کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مفتی محمد امین قادری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے علماء اہل سنت (حنفی بریلوی) کی ردقادیانیت پر

خدمات کا قلمی احاطہ وسیع تناظر میں کیا ہے تا کہ محققین کو صاف ستھرا مواد حوالوں کے ساتھ پیش کیا جا سکے اور ان مخالفین کے بے بنیاد شور وغوغا کا رد کیا جائے جو کہتے ہیں کہ مسلک حق ''بریلوی'' کے علماء کا ردمرزائیت اور قدح قادیانیت میں کوئی کام نہیں ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کی جلد 16 کے مضامین ومقالات کا تعارف کروایا جا چکا ہے یہ پوری جلد ایک ہی حنفی بریلوی شخصیت بابو پیر بخش لاہوری کی خدمات کو محیط ہے مفتی صاحب نے خوب کوشش اور جدوجہد کر کے بابو صاحب کے رسائل اور مضامین ڈھونڈے ہیں اور ان کو اپنی کتاب میں محفوظ کیا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت جلد اول تا جلد سولہ تمام سلسلہ وار کتابوں کا یہ خاصہ ہے کہ

...... ان میں سنی علماء وفضلاء کے اصل مضامین/ رسائل اور کتب جمع کی گئی ہیں۔

...... علمی شخصیات کے کارناموں کا بھرپور تعارف کروایا گیا ہے۔

...... مذکورہ شخصیات کے انداز ہائے بیان اور مناظراتی حوالہ جات کے رنگ دکھائے گئے ہیں۔

...... مکمل طور پر علمی موضوعات اور ختم نبوت کے مؤید عنوانات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

...... جوابی تحریروں کا رنگ مناظراتی اور مباحثی ہے۔

...... جہاں اخلاق وشائستگی درکار ہے وہاں اخلاق وشائستگی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا گیا۔

...... جہاں ''جواب الجواب'' کا انداز ہے وہاں مرزائیوں کے دلائل وبینات کو قوی دلائل وبینات سے رد کیا گیا ہے۔ یہ بڑا معلوماتی اور جدالی انداز ہے جس سے مخالفوں کا ناطقہ بند ہو جاتا ہے۔ غرض گزشتہ مجلدات کی طرح موجودہ جلد میں بھی یہ ساری خوبیاں بعینہٖ موجود ہیں۔ جو لوگ تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے محقق ہیں وہ بھی عقیدہ ختم نبوت کی سولہویں جلد سے حسب مجلدات سابقہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور جو ردمرزائیت کے سکالرز ہیں ان کو بھی عقیدہ ختم نبوت کی زیر تبصرہ جلد سے کافی وشافی مواد مل سکتا ہے۔

مبارک باد کے مستحق ہیں ادارہ تحفظ العقائد الاسلامیہ کراچی کے منتظمین ومعاونین

جن کی کدوکاوش سے عقیدہ ختم نبوت کی جلد 16 منصۂ شہود پر آئی ہے۔ زیادہ خوبی کی بات یہ ہے کہ کتاب شائع کرنے والوں نے کتاب کی ظاہری خوبصورتی اور دیگر صوری خصوصیات کو پہلے کی طرح قائم رکھا ہے مجھے گرامی محترم جناب مولانا توفیق جونا گڑھی صاحب نے نہایت شفقت اور غایت مہربانی فرما کر یہ جلد بھجوائی ہے۔ اللہ کریم ''ادارہ لتحفیظ العقائد الاسلامیہ کراچی'' کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔

عقیدہ ختم نبوت جلد 16 کے 600 صفحات ہیں اور ہدیہ 450 روپے ہے۔

گوناگوں علمی معلومات کا یہ مرقع کراچی سے مکتبہ برکات المدینہ بہار شریعت مسجد، بہادر آباد کراچی (فون 021-34219324) سے دستیاب ہے۔

ٹرمپ کی دھمکی اور پاکستان کا ٹھوس پیغام

از سیّد زاہد حسین نعیمی

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے نئے عیسوی سال کے آغاز پر پاکستان کے دیرینہ دوست ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے حق دوستی ادا کیا ہے اور سال نو کا تحفہ پاکستان کو دھمکی کی صورت میں دیا ہے۔ ڈونلڈ ٹرمپ نے اپنی ٹویٹ میں کہا ہے کہ ''اسلام آباد ہمیں بیوقوف سمجھتا ہے۔ 33 ارب ڈالر کے بدلے دھوکہ دیا ہے''۔ امریکی صدر نے یہ بھی کہا ہے کہ ''پاکستان دہشت گردی کو محفوظ پناہ گاہ فراہم کرتا ہے''۔ امریکا نے پاکستان کی امداد بند کرنے کا اعلان کیا ہے اور فیصلہ کیا ہے کہ پاکستان کو دی جانے والی فوجی امداد اور اس سے متعلق پاکستان کو دیا جانے والا سامان بند کر دیا جائے گا۔ ڈونلڈ ٹرمپ کے اس بیان پر اُسے دنیا بھر سے سخت ردعمل آیا ہے اور کسی بھی ملک نے امریکی صدر کے اس بیان کو سنجیدہ قرار نہیں دیا، البتہ بھارت نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اسے بھارتی حکومت کی سفارتی کامیابی قرار دیا ہے۔ بہرحال ڈونلڈ ٹرمپ نے 15 سالوں میں پاکستان کو دی جانے والی امداد 33 ارب ڈالر بتائی ہے، جبکہ یہ رقم 2002ء سے 2017ء تک صرف 19 ارب ڈالر بنتی ہے۔ امریکی ادارے کانگریس ریسرچ سروس کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق امریکا نے پاکستان کو 2002ء سے اب تک 19 ارب ڈالر امداد دی ہے، جبکہ 14 ارب 50 کروڑ ڈالر دہشت گردی کے خلاف جنگی اخراجات کی مد میں

پاکستان کو دی گئی۔ دہشت گردی کے خلاف یہ اخراجات ادا کرنا امریکی حکومت کا فرض ہے۔حکومت پاکستان کے مطابق یہ پاکستان پر احسان نہیں ہے، بلکہ یہ امریکا کا فرض بنتا ہے کہ وہ یہ اخراجات ادا کرے، پھر امداد کیسی؟

پاکستانی ترجمان دفتر خارجہ کے مطابق پاکستان 120 بلین دہشت گردی کے خاتمہ پر لگا چکا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ افغانستان کی جنگ امریکا کی پیدا کردہ ہے اور یہ جنگ پاکستان پر مسلط کی گئی ہے۔ پاکستان نے اس جنگ میں جو نقصانات اٹھائے ہیں اس کا ازالہ ممکن نہیں۔امریکا روس سے ویتنام کا بدلہ افغانستان میں لینا چاہتا تھا۔اس لئے اُس نے افغان جہاد کا نام استعمال کر کے روس سے بدلہ لیا۔ پاکستان کو اس میں استعمال کیا گیا۔ بقول پروفیسر مشرف پاکستان کے پاس اس کے علاوہ کوئی دوسرا آپشن نہ تھا کہ وہ افغانستان میں امریکا کا ساتھ دے، چنانچہ 9/11 کے واقعہ کے فوراً بعد امریکا نے افغانستان کو نشانہ بنایا۔ پاکستان نے امریکا کی دوستی کو نبھانے کے لئے امریکا کا ساتھ دیا۔خود طالبان حکومت جو پاکستان کے تعاون سے وجود میں آئی تھی، اس سے پاکستان نے ہاتھ کھینچ لیا اس طرح طالبان کو اپنے خلاف کر دیا۔افغانستان کی نئی حکومت میں شامل جماعتیں اور ان کے قائدین بھی اکثر پاکستان میں پڑھ کر گئے تھے اور ایک عرصہ تک یہاں قیام پذیر رہے تھے، لیکن طالبان سمیت اُنہوں نے بھی پاکستان کی دوستی کو پس پشت ڈال دیا۔وہ بھی پاکستان کے خلاف ہو گئے۔

میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ 30 لاکھ افغان مجاہدین نے پاکستان کو نہ صرف معیشت کو تباہ کیا بلکہ یہاں اُن کے باعث کئی طرح کے مسائل پیدا ہوئے اور سب سے زیادہ خطرناک مسئلہ دہشت گردی کی صورت میں پاکستان کو دیکھنا پڑا جس سے پاکستان

بری طرح متاثر ہوا۔ 70 ہزار فوجی جوان موت کی آغوش میں چلے گئے، سکول، کالج، مدارس، مساجد، خانقاہیں، درگاہیں، امام بارگاہیں، شہر اور بستیاں دہشت گردی کا شکار ہوئیں۔لاکھوں بے گھر ہوئے، ہزاروں شہری موت سے ہمکنار ہوئے اور لاکھوں زخمی۔ کیا یہ امیرکا اور دنیا سے پوشیدہ ہے، امریکی اور نیٹو فورسز براستہ پاکستان اپنا تمام جنگی ساز وسامان افغانستان لے جاتے رہے، امریکی امداد کے باوجود پاکستان نے یہ راستہ بند نہ کیا۔ بھاری مشینری کے باعث سڑکیں کھنڈرات میں تبدیل ہوئیں، افغانستان میں جنگ کے لئے پاکستان کی سرزمین استعمال ہوئی۔ کیا یہ احسانات امریکا کی امداد کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔

ڈونلڈ ٹرمپ نے حساب لگا کر 33 ارب ڈالر پاکستان کے کھاتے میں ڈال دیئے، لیکن اگر وہ اپنے ہی ادارے کے اعداد وشمار دیکھ لیتا تو اُسے شرمندگی نہ ہوتی۔ پاکستان کے تو ابھی بھی امریکا کے ذمہ دہشت گردی کی مد میں اخراجات واجب الادا ہیں۔میرے خیال میں حکومت کو اس پر خاموش نہیں رہنا چاہیے، بلکہ یہ واجب الادا رقم بذریعہ عالمی عدالت انصاف ہر حال میں حاصل کرنا چاہیے۔امریکی صدر کے بیان اور ازاں بعد پاکستان کے لئے امداد بند کرنے کے اعلان پر حکومت فوج اور سیاسی جماعتوں کا ایک صفحہ پر ہونا امریکا کو ٹھوس پیغام گیا ہے۔ یہ قومی سلامتی کا مسئلہ ہے، اس پر خاموش نہیں رہا جا سکتا۔ وفاقی کابینہ نے قومی سلامتی کمیٹی کے فیصلوں کی توثیق کی ہے، ادھر پاک فوج کے ترجمان میجر جنرل آصف غفور نے کہا کہ ”ڈونلڈ ٹرمپ کے بیان پر قومی ردعمل خوش آئند ہے، پاکستان اور پاک فوج نے پیسوں کے لئے جنگ نہیں لڑی، بلکہ دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے جنگ لڑی ہے۔ خطے کی سیکورٹی کے لئے کوئی ہمیں

ڈکٹیٹ نہیں کرسکتا۔کسی امریکی ایکشن کا جواب قومی اُمنگوں کے مطابق دیں گے۔ ایٹمی قوت پاکستان اپنے وقار پر سمجھوتہ نہیں کرسکتا۔امریکا نے افغانستان میں جتنا پیسہ خرچ کیا ہے اس کا ایک فیصد پاکستان میں لگا ہے۔ہم نے بغیر کسی بیرونی امداد کے جنگ لڑی ہے‘‘۔ آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ نے کرک کے شہید ہونے والے فوجی جوانوں کے ورثاء کے گھر جا کر اظہار تعزیت کیا اور کہا کہ’’پاکستان کو دھمکانے والے بال بھی بیکا نہیں کر سکتے، دشمن جان لیں، ہر خطرہ سے نمٹ سکتے ہیں۔ پاکستان پر کوئی آنچ نہیں آسکتی‘‘۔ادھر تمام سیاسی جماعتوں نے حکومت کے شانہ بشانہ کھڑا رہنے کا اعلان کیا ہے اور پاکستان کے خلاف اٹھنے والے ہر ہاتھ کو منہ توڑ جواب دینے کا عہد کیا ہے۔قومی اسمبلی کے سپیکر سردار ایاز صادق کی زیر صدارت تمام جماعتوں نے بھرپور شمولیت کر کے اپنے جذبہ حب الوطنی کا ثبوت دیا ہے۔ یہ قومی اتحاد و یکجہتی کا آئینہ دار ہے اور وقت کا تقاضا بھی ہے۔

پاکستان نیوی نے حربہ کروز میزائل کا کامیاب تجربہ کر کے اپنی دفاعی صلاحیت کو نہ قابل تسخیر قرار دیا ہے۔پاک فضائیہ کے چیف کمانڈر نے ہر وقت چوکس رہنے کا اعادہ کیا ہے، پورے ملک میں ڈونلڈ ٹرمپ کے اس اعلان پر سخت ردعمل ظاہر ہوا ہے۔ احتجاجی سلسلہ جاری ہے، ڈونلڈ ٹرمپ کے پتلے اور امریکی پرچم کو نذر آتش کر کے عوام نے اپنے غم وغصہ کا اظہار کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ صرف بیانات نہیں ہیں، بلکہ پاکستان ہر طرح کی صورتحال سے نمٹنے کے لئے بھرپور تیار ہے، پاکستان کے اس ٹھوس پیغام کو امریکا سمجھنے کی کوشش کرے اور کسی حماقت سے گریز کرے۔ پاکستان نے باوجود اس کے اپنے مثبت کردار کا اعادہ کیا ہے جو وہ افغانستان میں امن کے لئے ادا کر رہا ہے۔چین،

ترکی، اردن نے پاکستان کی جس انداز میں حمایت کی ہے وہ دیگر عالمی برادری کے لئے بھی مثال ہے۔اتنی قربانیوں کے باوجود اگر امریکا پاکستان کو پیٹھ دکھا سکتا ہے تو باقی اور کون ہوتا ہے جس سے امریکا دوستی نبھا سکتا ہے۔ امریکا صرف اپنے مفادات کا اسیر ہے۔ پاکستان کو اب ایک بار پھر موقع ملا ہے کہ وہ بیرونی امداد پر انحصار کے بجائے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو۔ پاکستان کب تک دوسروں کے سہارے کھڑا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پاک سرزمین کو لاکھوں نعمتوں سے نوازا ہے، اگر انہیں بروئے کار لایا جاتا تو آج یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔ ہمارے سامنے چین اور کوریا کی مثالیں موجود ہیں، لیکن پھر بھی کچھ نہیں گیا، پاکستان کو ہر لحاظ سے اپنے پاؤں پر ہی کھڑا ہونا پڑے گا۔آج ایران امریکی امداد کی بندش کے باوجود ایک مضبوط ملک بن کر ابھرا ہے تو ہم کیوں نہیں؟

اقتصادی پابندیاں ایران اور کوریا کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں تو ہمارا کیا بگاڑ لیں گی۔ ہمت سے کام لیتے ہوئے ملک کی سلامتی کے لئے ہر اقدام اٹھانے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔امریکا کے ساتھ تعلقات کے ساتھ ساتھ روس، ترکی اور چین کے ساتھ تعلقات کو مزید مضبوط بنانا چاہیے۔امریکا اور بھارت کو چونکہ پاکستان کا ایٹمی طاقت ہونا اورسی پیک منصوبہ کھٹکتا ہے اس لئے پاکستان کو اپنے اہداف جتنا جلدی ہو سکے پورے کرنا چاہیے۔قوم اسی طرح متحدہ و متفق ہو تو پاکستان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

☆☆☆☆☆☆☆

سلسلۃ الذہب سند حدیث

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تا

امام محمد بن اسماعیل بخاری شافعی علیہ الرحمت باری

ترتیب۔ خلیل احمد رانا عفی عنہ

امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ۱۰ رشوال ۱۲۷۲ھ/۱۴ رجون ۱۸۵۶ء کو بریلی شہر (صوبہ اُتر پردیش، بھارت) میں پیدا ہوئے، اُردو فارسی کی ابتدائی کتابیں مولانا مرزا غلام قادر بیگ ولد مرزا حسن جان بیگ لکھنوی (متوفی ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء) سے پڑھیں، پھر تمام دینیات کی تعلیم اور جملہ علوم وفنون اپنے والد ماجد امام المتکلمین مولانا نقی علی خاں بریلوی قدس سرہٗ سے مکمل کئے، ان کے علاوہ درج ذیل اساتذہ کرام سے بھی اکتساب فیض کیا۔

مولانا عبد العلی رامپوری (متوفی ۱۳۰۳ھ)

مولانا شاہ ابوالحسن نوری مارہروی (متوفی ۱۳۲۴ھ)

مولانا شاہ آل رسول مارہروی (متوفی ۱۲۹۶ھ)

شیخ احمد بن زین دحلان مکی، مفتی شافعیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ)

شیخ عبد الرحمٰن مکی مفتی حنفیہ (متوفی ۱۳۰۱ھ)

شیخ حسین بن صالح امام شافعیہ (متوفی ۱۳۰۲ھ)

مولانا احمد رضا خاں ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں اور تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی (متوفی ۱۹۰۱ء) کے ہمراہ حضرت شاہ آپ رسول مارہروی نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان سے بیعت ہوئے، تمام سلسلوں کی

اجازت وخلافت اور سند حدیث حاصل کی۔

تمام عمر درس وتدریس اور گم گشتگانِ راہ کی تعلیم وتربیت اور اصلاح میں بسر کی، ۱۳۱۱ھ کے پیدا شدہ فتنہ ندوہ کا مقابلہ کیا اور فتنہ تفضیلیت کے انسداد میں سعیٔ بلیغ فرمائی، تحریک خلافت کی غیر اسلامی روش پر تنقید کی، قادیانیت کے بڑھتے ہوئے کفری اثرات کو روکا، تصوف کی غلط ترجمانی پر ضرب کاری لگائی، ترکِ تقلید کی وباء عام کا سدباب کیا، اور دیوبندیت کی طاغوتی قوت کو پوری طاقت ایمانی سے روکا، کتابیں اور رسالے تالیف کئے، یہی آپ کا امتیاز خاص اور سرمایہ حیات ہے، آپ کی ذات عشق رسول میں پگھلی ہوئی ایسی شمع فروزاں تھی جس سے نگر نگر میں عشق رسول کا اُجالا ہوا، حفاظت وصیانت دین کی انہی مساعی کے پیش نظر ۱۳۱۸ھ کے جلسہ اصلاح ندوۃ العلماء پٹنہ میں اکابر علماء ومشائخ کی موجودگی میں حضرت مطیع الرسول شاہ عبد المقتدر بدایونی علیہ الرحمہ نے اپنی تقریر کے دوران آپ کو مجدد مائۃ حاضرہ کے لقب سے یاد کیا اور موجود وغیر موجود اکابر نے اس پر اتفاق کیا۔

۱۳۰۳ھ میں مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت (یو۔ پی۔ بھارت) کے تاسیسی جلسہ میں علماء سہارنپور، لاہور، کانپور وبدایوں وغیرہ کی موجودگی میں حضرت علامہ وصی احمد محدّث سورتی علیہ الرحمہ کی خواہش پر اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے علم حدیث پر متواتر تین گھنٹے تک پُر مغز اور مدلل کلام فرمایا، جلسہ میں موجود تمام علمائے کرام نے خوب حیرت واستعجاب کے ساتھ تحسین وتعریف کی۔

مولانا خلیل الرحمٰن بن مولانا احمد علی محدّث سہارنپوری نے تقریر کے اختتام پر بے ساختہ اُٹھ کر اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ کی دست بوسی کی، اور فرمایا کہ اگر اس وقت والد ماجد (مولانا احمد علی سہارنپوری) ہوتے تو وہ علم حدیث میں آپ کے کلام وتبحر علمی کی دل کھول کر داد دیتے، مولانا وصی احمد محدّث سورتی اور علماء کے جم غفیر نے بھی پُر زور تائید کی، غرضیکہ آپ کا محدثانہ مقام ہر ایک کو مسلم تھا۔

۲۵ رصفر ۱۳۴۰ھ کو وصال فرمایا، ''شیخ الاسلام والمسلمین'' مادۂ تاریخ وفات ہے۔

(تذکرہ علمائے اہل سنت، از محمود احمد کانپوری۔ تذکرہ علمائے ہند، از مولوی رحمان علی۔ مجلہ رفیق العلم، خصوصی ایڈیشن ۳۰ رجون ۱۹۹۷ء دار العلوم امجدیہ کراچی وغیرہ)

حضرت مخدوم الشاہ آل رسول مارہروی قادری قدس سرہٗ

تیرھویں صدی کے اکابر اولیاء کرام سے تھے، ۱۲۰۹ھ میں ولادت باسعادت ہوئی، آپ کے والد گرامی کا نام نامی سیّد شاہ آل برکات ستھرے میاں قدس سرہٗ ہے، آپ کی تعلیم وتربیت والد ماجد کی آغوش شفقت میں ہوئی، آپ نے ابتدائی تعلیم مولانا عین الحق شاہ عبدالمجید (متوفی ۱۲۶۳ھ) اور مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی (متوفی ۱۲۸۱ھ) سے خانقاہ برکاتیہ میں حاصل کی، پھر فرنگی محل کے علماء مولانا انوار الحق فرنگی محلی (متوفی ۱۲۳۶ھ)، مولانا عبدالواسع سیدن پوری اور مولانا شاہ نور الحق رزاقی لکھنوی عرف ملا نور (متوفی ۱۲۸۳ھ) سے کتب معقول، علم کلام، فقہ واصول فقہ کی تحصیل وتکمیل فرمائی۔

۱۲۲۶ھ میں حضرت مخدوم شیخ العالم عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۸۶۰ھ) کے عرس کے موقع پر مشاہیر علماء ومشائخ کی موجودگی میں دستار فضیلت سے سرفراز فرمایا گیا اور اسی سن میں حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ کے ارشاد کے بموجب سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی بن شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ کے درس حدیث میں شریک ہوئے، صحاح ستہ کا دورہ کرنے کے بعد سلاسل حدیث وطریقت کی اسناد مرحمت ہوئیں۔

حضرت مخدوم شاہ آل رسول مارہروی تیرھویں صدی کی وہ عظیم شخصیت تھے، جن کے فیض یافتہ شخصیات کی مساعی وکوشش سے اسلام کی گرتی ہوئی دیوار سنبھل گئی اور اُسے قوت واستحکام مل گیا، ۱۸؍ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ کو وصال ہوا،

(تذکرہ علمائے اہل سنت، از محمود احمد کانپوری، تذکرہ علمائے فرنگی محل، مطبوعہ لکھنؤ، نزھۃ الخواطر (عربی)، از عبدالحی ندوی، جلد ۷، مطبوعہ دار ابن حزم، بیروت ۱۹۹۹ء ص ۸۸۸، تذکرہ علماء ہند، از مولوی رحمٰن علی)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی قدس سرہٗ

سراج الہند، حجۃ اللہ، آیۃ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی بن شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمہم اللہ، ۲۵؍رمضان المبارک ۱۱۵۹ھ/۱۷۴۶ء کو دہلی میں پیدا ہوئے،

سلسلہ نسب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے،، پندرہ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد سے تمام علوم عقلیہ ونقلیہ سے فراغت حاصل کی اور کمالات ظاہری وباطنی بھی انہی سے حاصل کئے، بعض کتب حدیث شاہ محمد عاشق پھلتی اور خواجہ امین اللہ کشمیری سے پڑھیں، آپ کی ذات سے برصغیر پاک وہند میں علوم اسلامیہ خصوصاً تفسیر وحدیث کا بڑا چرچا ہوا۔

آپ کے شاگردوں میں مفتی صدرالدین آزردہ دہلوی، مولانا مخصوص اللہ دہلوی، مولانا فضل حق خیرآبادی، شاہ ابوسعید دہلوی، شاہ احمد سعید مجددی دہلوی، مخدوم آل رسول مارہروی، شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی، شاہ رؤف احمد نقشبندی وغیرہ مشہور ہیں۔

۷؍شوال ۱۲۳۹ھ کو دہلی میں وصال فرمایا، ترکمان دروازہ کے باہر قبرستان مہندیاں میں اپنے والد ماجد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

(احوال وآثار شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، خلیل احمد رانا، مطبوعہ ادارہ معارف نعمانیہ لاہور ۱۴۱۸ھ)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ

حضرت شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم عمری دہلوی، ۴؍شوال ۱۱۱۴ھ کو قصبہ پھلت ضلع مظفرنگر (یوپی،، بھارت) میں پیدا ہوئے، سات سال کی عمر میں قرآن مجید ختم کیا اور پندرہ سال کی عمر میں جملہ علوم متداولہ اور فنون متعارفہ سے فراغت حاصل ہوئی، سترھویں سال آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوا، والد ماجد کی وفات کے بعد تقریباً بارہ سال تدریس وتعلیم میں مشغول رہے، ۱۱۴۳ھ میں حرمین شریفین حاضر ہوئے، وہاں ایک سال قیام فرما کر شیخ ابو طاہر مدنی وغیرہ مشائخ سے حدیث کی روایت کی اور وہاں کے علماء وفضلاء کی صحبت سے مستفیض ہوئے، ۱۱۴۵ھ میں دوسرا حج ادا کرکے واپس دہلی آئے، آپ کی تصانیف مشہور ہیں، بعض لوگوں نے جعلی تصانیف بھی آپ کی طرف منسوب کردیں، مثلاً ''قرۃ العین فی ابطال شہادت الحسین، جنت العالیہ فی مناقب المعاویہ، بلاغ المبین، تحفۃ المواحدین، اشارہ مستمرہ، اور قول سدید۔

حال ہی میں آپ کے صحیح حالات وافکار پر مبنی کتاب ''القول الجلی فی ذکر آثار الولی'' مؤلفہ شاہ محمد عاشق پھلتی، کاکوری ضلع لکھنؤ (بھارت) میں دستیاب ہوا ہے، شاہ محمد عاشق پھلتی علیہ الرحمہ، شاہ ولی اللہ کے قریبی عزیز اور شاگرد ہیں، اور یہ کتاب انہوں نے شاہ ولی

اللہ کی حیات ہی لکھ کر اُن سے تصدیق کروائی، اس کتاب کا ذکر پُرانی کتابوں میں آتا رہا، لیکن دستیاب نہیں تھی، اب اس کتاب کے مخطوطے کا عکس ۱۹۸۹ء میں دہلی سے شائع ہو گیا ہے اور ۱۹۹۷ء میں کاکوری ضلع لکھنؤ سے اس اُردو ترجمہ بھی شائع ہو گیا ہے، پاکستان میں اس کا یہی اُردو ترجمہ "مسلم کتابوی" دربار مارکیٹ لاہور سے شائع ہو چکا ہے، اس کتاب کے شائع ہونے سے حضرت شاہ ولی اللہ کے عقائد کو غلط طور پر متعارف کرانے والوں کا بھانڈا عین چوراہے میں پھوٹ گیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۲ء میں دہلی میں انتقال فرمایا۔

(شاہ ولی اللہ اور اُن کا خاندان، حکیم محمود احمد برکاتی، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء)

(القول الجلی کی بازیافت، شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء)

شیخ ابو طاہر محدث کُردی مدنی قدس سرہٗ

شیخ ابو طاہر جمال الدین محمد عبدالسمیع بن ابراہیم الکردی المدنی الشافعی، ۲۱ رجب ۱۰۸۱ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، اپنے والد ماجد اور دیگر ارباب کمال سے علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کی نیز محدث محمد بن عبدالرسول برزنجی، حسن بن علی عجیمی، عبداللہ بن سالم بصری وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا، حرم نبوہ شریف میں درس دیتے تھے، دُور دُور سے طلباء نے آکر اکتساب علم کیا، رمضان المبارک ۱۱۴۵ھ/ ۱۷۳۲ء میں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا، بقیع میں دفن ہوئے۔

(سلک الدرر، ج ۲، ص ۲۷، انسان العین فی مشائخ الحرمین، مطبع احمدی دہلی، ص ۱۳، ۱۴، الیانع الجنی فی اسانید شیخ عبدالغنی، طبع دہلی ۱۳۴۹ھ، ص ۲۰)

شیخ ابراہیم محدث کُردی قدس سرہٗ

شیخ العرفان برہان الدین ابراہیم بن حسن الشہر زوری الکردی الکورانی الشافعی ۱۰۲۵ھ میں پیدا ہوئے، والد بزرگوار کے علاوہ دیگر نامور علماء سے علوم دینیہ کی تحصیل کی پھر بغداد میں دو برس قیام کر کے اکابر علماء ومشائخ سے استفادہ کیا، پھر چار سال شام میں گزار کر مصر ہوتے ہوئے حرمین آئے، یہاں شیخ قشاشی سے فیض یاب ہوئے، اُنہوں نے آپ کو

تمام مرویات کی اجازت دے کر خرقہ خلافت پہنایا اور اپنی دختر کا نکاح ان سے کر دیا، آپ حرم میں درس دیتے تھے، ۱۸ ربیع الاوّل ۱۱۰۱ھ کو وصال فرمایا اور بقیع میں دفن ہوئے۔

(انسان العین فی مشائخ الحرمین، الانتباہ فی سلاسل اولیاء، سلک الدرر، ج ۱، ص ۵، ۶، الرحلۃ العیاشیہ، ج ۱، ص ۳۲۰، البدر الطالع، ج ۱، ص ۱۱، ۱۲، معجم المصنفین، ج ۳، ص ۱۰۴ تا ۱۰۷، ہدیۃ العارفین، ج ۱، ص ۳۵)

شیخ احمد محدث قشاشی مدنی قدس سرہٗ

شیخ صفی الدین احمد بن محمد البدری القشاشی المدنی المالکی ۹۹۱ھ میں پیدا ہوئے، تعلیم وتربیت والد ماجد شیخ محمد مدنی سے پائی، ۱۰۱۱ھ میں والد ماجد کے ساتھ یمن کا سفر کیا، وہاں مشائخ یمن سے استفادہ کیا، پھر مکہ معظمہ آگئے، ایک عرصہ تک یہیں مقیم رہے، پھر مدینہ منورہ آکر مشائخ مدینہ اور شیخ احمد بن علی شناوی کی صحبت اختیار کی، ان کے جانشین ہوئے، تمام عمر حرم نبوی میں حدیث کا درس دیتے رہے، ۱۰۷۱ھ/ ۱۶۶۱ء میں وصال ہوا اور جنت البقیع میں قُبہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے شرقی گوشہ میں دفن ہوئے۔

(انسان العین فی مشائخ الحرمین، الانتباہ فی سلاسل اولیاء، الرحلۃ العیاشیہ، ج ۱، ص ۴۰۷ تا ۴۲۹، خلاصۃ الاثر، ج ۱، ص ۳۴۳ تا ۳۴۶ الفہرس الفہارس، ج ۲، ص ۳۲۰، ہدیۃ العارفین، ج ۱، ص ۱۶۱)

شیخ احمد محدث شناوی المصری قدس سرہٗ

شیخ ابوالمواہب احمد بن علی الشناوی المصری المدنی الشہیر بالحنائی ۹۷۵ھ میں مصر کے مشہور محلہ روح میں پیدا ہوئے، علوم ظاہری کی تکمیل مصر کے مشہور محدث شیخ شمس الدین رملی اور دوسرے علماء سے کی، پھر مدینہ منورہ آکر طریقت کی تعلیم سیّد صبغۃ اللہ سندھی سے لی، ان ہی سے خرقہ خلافت ملا، ۸ ذی الحجہ ۱۰۲۸ھ کو مدینہ منورہ میں وصال ہوا اور بقیع میں دفن ہوئے۔ (انسان العین فی مشائخ الحرمین، الانتباہ فی سلاسل اولیاء، خلاصۃ الاثر، ج ۱، ص ۲۴۳ تا ۲۴۶، ہدیۃ العارفین، ج ۱، ص ۱۵۴)

شیخ محمد بن احمد محدّث رملی قدس سرہٗ

شیخ شمس الدین محمد بن احمد الرملی المنوفی الانصاری الشافعی المصری، جمادی الاوّل ۹۱۹ھ میں منوفہ (مصر) میں پیدا ہوئے، بچپن ہی میں قرآن مجید حفظ کیا پھر تمام دینی تعلیم اپنے والد بزرگوار شیخ احمد رملی سے حاصل کی، حدیث کی سند شیخ الاسلام زکریا انصاری اور شیخ برہان الدین ابی شریف سے حاصل کی، تفسیر، حدیث، فقہ کا درس دیتے تھے، آپ کا شمار مجدّدین میں ہوتا ہے، ۱۳؍ جمادی الاوّل ۱۰۰۴ھ کو مصر میں وصال ہوا۔ (خلاصۃ الاثر، ج ۳، ص ۳۴۲ تا ۳۴۸، المجددون فی الاسلام، ص ۳۷۴ تا ۳۷۶، تاج العروس (مادہ، رمل)

شیخ الاسلام زکریا بن محمد انصاری محدّث مصری قدس سرہٗ

شیخ الاسلام ابویحیٰی زین الدین زکریا محمد الانصاری الخزرجی السنیکی ثم القاہری الشافعی ۸۲۳ھ میں سنیکہ (مصر) میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اور حفظ قرآن یہیں مکمل کیا، پھر قاہرہ آئے اور جامعہ ازہر میں علوم اسلامیہ کی تکمیل کی، علامہ ابن حجر عسقلانی کے علاوہ سینکڑوں شیوخ سے استفادہ کیا اور افتاء وتدریس کی اجازت لی، آپ کی عمر سو سال سے زیادہ تھی، بڑھاپے میں کھڑے ہو کر نفل ادا کرتے تھے، ۳؍ ذی قعدہ ۹۲۶ھ کو وصال ہوا۔

(الکواکب السائرۃ، ج ۱، ص ۱۹۶ تا ۲۰۷، النور السافر، ص ۱۲۰ تا ۱۲۵، شذرات الذہب، ج ۸، ص ۱۳۴ تا ۱۳۶، البدر الطالع، ج ۲، ص ۲۵۲، ۲۵۳، فہرس الفہارس، ج ۱، ص ۳۴۲، ۳۴۵، ہدیۃ العارفین، ج ۱، ص ۳۷۴)

شیخ ابن حجر محدّث عسقلانی قدس سرہٗ

شیخ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی عسقلانی المعروف ابن حجر المصری القاہری الشافعی، شعبان ۷۷۳ھ مین پیدا ہوئے، بچپن میں والدین کا سایہ اُٹھ گیا، یتیمی کی حالت میں پرورش پائی، پانچ برس کی عمر سے تعلیم کا آغاز کیا، نو برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا، پھر حج پر چلے گئے، وہاں تعلیم حاصل کی، شیخ زین الدین ابراہیم محدّث تنوخی سے سند حدیث لی، اس کے علاوہ بہت سے شیوخ حدیث سے بھی اجازت ہے، جن میں مصر، شام، قطیہ، غزہ، رملہ، اور

قدس شریف کے شیوخ ہیں، پھر قاہرہ آ گئے، آپ کی ذات جامع کمالات تھی، ۲۸؍ ذی الحجہ ۸۵۲ھ کو وصال ہوا۔

(شذرات الذہب، ج ۷، ص ۲۷۰، ۲۷۳، البدر الطالع، ج ۱، ص ۸۷ تا ۹۲، فہرس الفہارس، ج ۱، ص ۲۳۶ تا ۲۵۰، ہدیۃ العارفین، ج ۱، ک ۱۵۴، بستان المحدثین ص ۱۲۶ تا ۱۲۹، اتحاف النبلاء، ص ۱۹۳ تا ۱۹۷)

شیخ زین العابدین ابراہیم بن احمد محدّث تنوخی قدس سرہٗ

شیخ ابوالاسحاق زین الدین ابراہیم بن احمد التنوخی البعلی ثم الشامی، ۷۰۹ھ میں پیدا ہوئے، دمشق میں تعلیم وتربیت پائی، علم فقہ مصر میں پڑھا، جن شیوخ سے روایت حدیث کی اجازت ہے ان کی تعداد چار سو ہے، علم حدیث میں بڑا کمال حاصل تھا، ۸۰۰ھ میں وصال ہوا۔ (الدرر الکامنہ، ج ۱، ص ۱۱، فہرس الفہارس، ج ۱، ص ۱۵۷)

شیخ ابوالعباس احمد بن ابی طالب محدّث حجار قدس سرہٗ

شیخ ابوالعباس شہاب الدین احمد بن ابی طالب حجار الصالحی ۶۲۴ھ سے قبل پیدا ہوئے، ۶۳۰ھ میں دمشق میں محدّث زبیدی سے صحیح بخاری کا سماع کیا اور اپنے عہد کے نامور محدّثین سے حدیثیں سنیں، پھر حدیث کا درس دینا شروع کیا، بہت طویل عمر پائی، ۲۵؍ صفر ۷۳۰ھ کو عصر کے وقت وصال ہوا۔

(البدایہ والنہایہ، ج ۱۴، ص ۱۵۰، الدرر الکامنہ، ج ۱، ص ۱۴۳، فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث، ص ۳۱۰، شذرات الذہب، ج ۶، ص ۹۳، فہرس الفہارس، ج ۱، ص ۲۵۲)

شیخ سراج الدین حسین بن مبارک محدّث زبیدی قدس سرہٗ

شیخ ابوعبداللہ سراج الدین حسین بن مبارک زبیدی بغدادی حنفی ۵۴۶ھ میں پیدا ہوئے، قرآن مجید مختلف قرأت سے پڑھ کر علوم وفنون کی تکمیل کی، اپنے دادا شیخ ابوالوقت سے فقہ وحدیث پڑھی، وزیر ابوالمظفر بن ہبیرہ کے مدرسہ میں درس حدیث دیتے تھے، نہایت نیک اطوار، متواضع اور بااخلاق تھے، ۲۳؍ صفر ۶۳۱ھ میں وصال فرمایا، جامع منصور بغداد میں دفن ہوئے۔

(الجواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ، ج ۱، ص ۲۱۶، ذیل تذکرۃ الحفاظ، از محمد زاہد کوثری، ص ۲۵۹، شذرات

الذہب، ج ۵، ص ۱۴۴، تاج العروس، (مادہ ذ ب د)

شیخ عبدالاوّل بن عیسیٰ السجزی محدّث ہروی قدس سرہٗ

شیخ ابوالوقت عبداللہ بن عیسیٰ السجزی ۴۵۸ھ میں پیدا ہوئے، ہرات میں تعلیم وتربیت پائی، ۵۰۲ھ میں بغداد میں شیخ عبدالرحمٰن بن محمد بن مظفر داؤدی اور دوسرے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا، علم حدیث میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے، ۶؍ذی قعدہ ۵۵۲ھ کو وصال ہوا اور شونیزیہ بغداد میں دفن ہوئے۔

(وفیات الاعیان، ج ۱، ص ۳۳۱، النجوم الزاہرہ، ج ۵، ص ۳۲۸، ۳۲۹، شذرات الذہب، ج ۴، ص ۱۶۶، اتحاف النبلاء، ص ۳۰۲)

شیخ عبدالرحمٰن بن محمد بن مظفر محدّث داؤدی قدس سرہٗ

شیخ ابوالحسن جمال الاسلام عبدالرحمٰن بن محمد بن مظفر داؤدی، ۳۷۴ھ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم

کے بعد نیشاپور میں فقہ کی تعلیم حاصل کی، ابوعلی دقاق اور ابوعبدالرحمٰن سلمی سے تصوف کی تحصیل کی، محدّث ابوالحسن بن الصلت سے بغداد میں، ابوعبداللہ الحافظ سے نیشاپور میں اور ابومحمد ابن ابی شریح وغیرہ سے بوشنج میں حدیثوں کا سماع کیا، پھر درس وتدریس میں مشغول ہوگئے، بخاری شریف کا سماع ابومحمد عبداللہ سرخسی سے بچپن میں ۳۸۱ھ میں ہوا، شوال ۴۶۷ھ میں وصال ہوا اور بوشنج میں دفن ہوئے۔

(کتاب المنتظم، ج ۸، ص ۲۹۶، کتاب العبر، ج ۳، ص ۲۶۵، طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ج ۳، ص ۲۲۸، ۲۲۹، فوات الوفیات، ج ۱، ص ۲۶۲، ۲۶۳، شذرات الذہب، ج ۳، ص ۳۲۷)

شیخ ابومحمد عبداللہ بن احمد محدّث سرخسی قدس سرہٗ

شیخ ابومحمد عبداللہ بن احمد سرخسی، ۲۹۳ھ میں پیدا ہوئے، اپنے زمانے کے اکابر محدّثین سے حدیث کا سماع کیا، شیخ محمد بن یوسف فربری کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے، راوی صحیح بخاری کے الفاظ سے مشہور تھے، ماہ ذی الحجہ ۳۷۳ھ میں وصال ہوا۔

(کتاب العبر، ج ۳، ص ۱۷، النجوم الزاہرہ، ج ۴، ص ۱۶۱، شذرات الذہب، ج ۳، ص ۱۰۰)

شیخ ابوعبداللہ محمد بن یوسف محدّث فربری قدس سرہٗ

شیخ ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن مطر بن صالح بن بشر الفربری الشافعی ۲۳۱ھ میں پیدا ہوئے، علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد اہل علم سے حدیثیں سُنیں، فربر میں علی بن خشرم سے حدیثیں سنیں، امام بخاری سے دو مرتبہ صحیح بخاری کا سماع کیا، پہلی مرتبہ اپنے وطن فربر میں ۲۴۸ھ میں اور دوسری مرتبہ مصنف کے وطن بخارا میں ۲۵۲ھ میں، ۳؍شوال ۳۲۰ھ کو وصال ہوا، فربر بخارا سے متصل دریائے جیحوں کے کنارے چھوٹا قصبہ ہے۔ (کتاب العبر، ج ۲، ص ۱۸۲، تاج العروس، (مادہ ف رر) اتحاف النبلاء، ص ۳۸۵، وفات الاعیان، ج ۳، ص ۴۱۷)

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل شافعی محدّث بخاری قدس سرہٗ

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل شافعی بخاری، ۱۳؍شوال ۱۹۴ھ کو پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم علامہ داخلی سے حاصل کی، سولہ سال کی عمر میں عبداللہ بن مبارک اور امام وکیع کی کتابوں کو یاد

کرلیا تھا، پھر علم حدیث کے لئے مکہ کا سفر کیا، اس کے علاوہ اور بھی دور دراز کے سفر کئے، بے مثال قوت حافظہ کے مالک تھے، سماع حدیث میں اساتذہ کی فہرست طویل ہے، زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت میں بڑا مقام تھا، تقریباً بائیس کتابیں تصنیف کیں، یکم شوال ۲۵۶ھ کو باسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا، عید کے دن ظہر کے بعد دفن ہوئے۔

(بستان المحدثین، تہذیب الاسماء واللغات، وفیات الاعیان، تذکرۃ الحفاظ، طبقات الشافعیہ، البدایہ والنہایہ، مرآۃ الجنان، تہذیب التہذیب، ہدیۃ العارفین، اتحاف النبلاء وغیرہ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش

محمد راحت خاں قادری
بانی و ناظم دار العلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی دینی و مذہبی اور علمی و تحقیقی خدمات عرب و عجم، پاک و ہند، چین و سندھ، نیپال و بنگلہ، ایشیا و یورپ، افریقہ و امریکہ وغیرہ بلکہ پورے عالم کے ساتھ وابستہ ہیں، آپ نے دین اسلام کی نشر و اشاعت کی خدمات جلیلہ صرف اور صرف رضائے الٰہی کے لیے انجام دیں اور دوسروں کو بھی اسی کی تربیت فرمائی اور ایک موقع پر آپ نے اپنے دستخط خاص سے اشاعت دین متین کے لیے اپنے موقف و مسلک کی وضاحت فرماتے ہوئے درج ذیل بیان جاری فرمایا:

’’یہاں بحمد اللہ! نہ کبھی خدمت دینی کو کسب معیشت کا ذریعہ بنایا گیا، نہ احباب علمائے شریعت یا برادران طریقت کو ایسی ہدایت کی گئی، بلکہ تاکید اور سخت تاکید کی جاتی ہے کہ دست سوال دراز کرنا تو درکنار اشاعت دین اور حمایت سنت میں جلب منفعت مالی کا خیال دل میں بھی نہ لائیں کہ ان کی خدمت خالصۃً لوجہ اللہ ہو۔ [ماہ نامہ الرضا، بریلی شریف، شمارہ ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ]

لیکن چوں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے زمانے میں برصغیر پاکستان (مغربی) اور بنگلہ دیش (سابق مشرقی پاکستان) بھی ہندوستان کا حصہ تھے اور ہندوستان ہی میں شامل تھے اور پورے برصغیر سے آپ کے پاس کثرت سے استفتا آتے تھے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ اس متعلق خود تحریر فرماتے ہیں:

’’فقیر کے یہاں علاوہ ردِّ وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ دیگر مشاغل کثیرہ دینیہ کے کار فتویٰ اس درجہ وافر ہے کہ دس مفتیوں کے کام سے زائد ہے۔ شہر و دیگر بلاد و امصار، جملہ اقطار

ہندوستان و بنگال و پنجاب و ملیبار و برہما و ارکان چین و غزنی و امریکہ و افریقہ حتی کہ سرکار حرمین شریفین محترمین سے استفتا آتے ہیں اور ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جاتے ہیں اس میں اگر جواب میں تاخیر ہو یا بعض استفتا تحریر جواب سے رہ جائیں تو کیا شکایت ہے {لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا} [فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج۹، ص۴۹۹]

اعلیٰ حضرت کا علمی شہرہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کے علمی فضل و کمال کا سورج افق عالم پر روشن تھا جس کے چرچے اپنے تو اپنے غیروں کی مجالس میں بھی ہوا کرتے تھے جس کا اندازہ اس اقتباس سے بہ خوبی لگایا جا سکتا ہے ملک العلما حضرت علامہ ظفر الدین قادری رضوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

’’الغرض! اعلیٰ حضرت کا ایک زمانہ تدریس و تعلیم کا بہت زور، شور گزرا ہے جس میں دور دور سے طلبہ دوسرے مدرسوں کو چھوڑ کر یہاں حاضر ہوتے اور اس چشمۂ علم و فقہ سے فیض یاب ہوتے، چنانچہ اسی زمانے کا ایک واقعہ جناب مولوی محمد شاہ خاں عرف نتھن خاں صاحب بیان فرماتے تھے کہ ایک دن ۳/طالب علم نئے آئے اور اعلیٰ حضرت سے پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا، میں نے دریافت کیا کہ کہاں سے آپ لوگ آئے ہیں، اس سے پہلے کہاں پڑھتے تھے؟ وہ لوگ بولے ’’دیوبند‘‘ میں پڑھتے تھے، وہاں سے ’’گنگوہ‘‘ گیے، اس کے بعد یہاں آئے ہیں، میں نے کہا یوں تو طلبہ کو ’’ثمہ خیرا‘‘ کا مرض ہوتا ہے، یعنی وہاں بہتر پڑھائی ہے، اسی لیے ایک جگہ جم کر بہت کم لوگ پڑھتے ہیں بلکہ دو چار جگہ جا کر ضرور دیکھا کرتے ہیں مگر یہ عموماً ایسی جگہ ہوتا ہے، جہاں کی تعریف انسان سنتا ہے لیکن میرے خیال میں یہ بات نہیں آتی کہ آپ لوگوں نے ’’دیوبند‘‘ یا ’’گنگوہ‘‘ میں بریلی کی تعریف سنی ہو اور اس وجہ سے یہاں کے مشتاق ہو کر تشریف لائے ہوں، بولے یہ آپ ٹھیک کہتے ہیں اختلاف مذہب، اختلاف خیال کی وجہ سے اکثر تو بریلی کی برائی ہی ہوا کرتی تھی مگر ٹیپ کا بند یہ ضرور ہوتا کہ مولانا احمد رضا خاں قلم کا بادشاہ ہے جس مسئلہ پر قلم اٹھا دیا پھر کسی کی مجال نہیں کہ ان کے خلاف کچھ لکھ سکے، یہی ’’دیوبند‘‘ میں سنا اور یہی ’’گنگوہ‘‘ میں بھی، تو ہم لوگوں کے دلوں میں شوق و ذوق ہوا کہ وہیں چل کر علم حاصل کرنا چاہیے جن کے مخالفین فضل

وکمال کی گواہی دیتے ہیں۔" [حیات اعلیٰ حضرت، ج۱، ص ۲۹۸]

اسی میں ہے: "ہزاروں طلبہ دیوبند و گنگوہ و سہارنپور کو چھوڑ کر بریلی پہنچے، الغرض ۱۲۸۶ھ سے ۱۳۳۹ھ تک چون سال کے عرصہ میں کتنے سو نہیں کتنے ہزار طلبہ آپ کے علوم کی روشنی سے فیض یاب ہوئے کوئی نہیں کہہ سکتا، اس لیے کہ ان کا کوئی رجسٹر تو تھا نہیں جس میں سب کا نام داخلہ کے وقت لکھ لیا جاتا ہو اور اگر تصنیفات کے ذریعہ آپ کے علوم وفیوض سے مستفیضین کی تعداد معلوم کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ قریب قریب ناممکن ہے کہ ان کا شمار ہزار ہا ہزار سے بالا ہو کر کہاں تک پہنچا ہے"۔ [حیات اعلیٰ حضرت، ج۱، ص ۱۱۹]

آپ کے قائم کردہ ادارہ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کی بنیاد خلوص کی مضبوط اینٹوں پر رکھی گئی تھی، ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد مجددی تحریر فرماتے ہیں:

"وہ دار العلوم منظر اسلام کے بانی تھے، انہوں نے یہ دار العلوم اس وقت قائم کیا، جب دشمن اسلام حاکموں نے مسلمانوں کے لیے عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا، یہ مدرسہ بعض حیثیات سے نہایت ممتاز تھا۔

پہلی بات تو یہ کہ اس میں ایسا فاضل جلیل درس دیتا تھا جس کی نظیر عالم اسلام میں نہ تھی، دوسری بات یہ کہ یہاں کے طلبہ جو پاک وہند کے گوشے گوشے اور بیرون ملک سے آتے تھے، دوسرے مدارس کے طلبہ کی طرح صرف زکاۃ خیرات پر نہیں پلتے تھے، امام احمد رضا اپنی جیب خاص سے ان کے لیے انتظام کرتے تھے، ایک مثالی دینی مدرسے کے بانی کے لیے ضروری ہے کہ اس میں اخلاص ہو، وہ فکر صحیح کا مالک ہو۔

جب ہم امام احمد رضا کی حیات وتعلیمات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم کو ان کے یہاں یہ ساری خوبیاں نظر آتی ہیں اور دل گواہی دیتا ہے کہ کسی بھی مثالی دینی ادارے کا بانی ہو تو ایسا ہو۔" [امام احمد رضا اور دار العلوم منظر اسلام، ص ۶]

بنگالی طلبہ کے لیے مچھلی بھات

ہندوستان، پاکستان، برما و اراکان کے طلبہ کے ساتھ ساتھ بنگلہ دیش کے بھی کثیر تعداد میں طلبہ منظر اسلام میں تعلیم حاصل کرتے تھے، اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ کو نبیرۂ اکبر امام احمد رضا و صاحبزادۂ اکبر حضرت حجۃ الاسلام

مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں (رحمہم اللہ) کی ولادت ہوئی، جشن مسرت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ بھی شریک تھے اور منظر اسلام کے تمام طلبہ کے لیے ان کی خواہش وفرمائش کے اعتبار سے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا، ملک العلما حضرت علامہ ظفر الدین قادری رضوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب کے برابر لڑکیاں ہی پیدا ہوتیں، اس لیے سب لوگوں کی دلی تمنا تھی کہ کوئی لڑکا پیدا ہوتا تاکہ اس کے ذریعہ اعلیٰ حضرت کے حسب ونسب، فضل وکمال کا سلسلہ جاری رہتا، خداوند عالم کی شان ۱۳۲۵ھ میں مولوی ابراہیم رضا خاں صاحب قبلہ کی ولادت ہوئی، نہ صرف والدین اور اعلیٰ حضرت بلکہ جملہ متوسلین کو از حد خوشی ہوئی، اس خوشی میں من جملہ اور باتوں کے اعلیٰ حضرت نے جملہ طلبائے مدرسہ اہل سنت و جماعت منظر اسلام کی ان کی خواہش کے مطابق دعوت فرمائی۔

بنگالی طلبہ سے فرمایا آپ لوگ کیا کھانا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا "مچھلی بھات" چنانچہ "روہو" مچھلی بہت وافر طریقے پر منگائی گئی اور ان لوگوں کی حسب خواہش دعوت ہوئی، بہاری طلبہ سے فرمایا آپ لوگوں کی کیا خواہش ہے؟ ہم لوگوں نے کہا "بریانی، زردہ، فیرنی، کباب، میٹھا ٹکڑا وغیرہ" بہاریوں کے لیے پر تکلف کھانا تیار کرایا گیا، پنجابی اور ولایتی طلبہ کی خواہش ہوئی "دنبے کا خوب چربی دار گوشت اور تنور کی پکی گرم گرم روٹیاں" ان لوگوں کے لیے وافر طور پر اسی کا انتظام ہوا، اس وقت خاص خاص عزیزوں، مریدوں کے لیے جوڑا بھی تیار کیا گیا تھا، نہایت ہی مسرت کے ساتھ لکھتا ہوں کہ میں بھی انہیں خاص لوگوں سے ہوں جن کے لیے جوڑا بھی تیار کرایا گیا تھا۔" [حیات اعلیٰ حضرت، ج۱، ص ۱۱۰]

مذکورہ سطور سے ظاہر ہوگیا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ کے یہاں بہت سے بنگالی طلبہ بھی زیر تعلیم تھے تو اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہاں کے اہل علم اور علما سے آپ کے اچھے تعلقات تھے مزید اس کا اندازہ آپ کے مجموعۂ فتاویٰ "العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ" معروف بہ "فتاویٰ رضویہ" سے لگایا جاسکتا ہے، وہ باتیں جو فتاویٰ رضویہ اور دیگر کتب کے مطالعہ کے بعد سمجھ میں آئیں وہ یہ ہیں:

بنگلہ دیش کے عوام وخواص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے علم و فضل کے معترف تھے، بنگلہ دیش کے عوام وخواص بلکہ اخص الخواص یعنی علما ومشائخ بھی اپنے دینی وشرعی اور علمی وتحقیقی مسائل میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی جانب رجوع فرمایا کرتے تھے، بنگلہ دیش کے اندر رائج بہت سی بدعت وخرافات کا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے ردبلیغ فرمایا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے مریدین وخلفا اور تلامذہ نے بنگلہ دیش میں اشاعت دین کے لیے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔

امام اہل سنت کے بنگلہ دیشی مستفتین

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ سے بنگلہ دیش کے مختلف علاقوں سے فتاویٰ حاصل کرنے والے علما ومشائخ اور عوام وطلبہ کی ایک طویل فہرست ہے تقریب کے لیے اس اجمال کی کچھ تفصیل اس اعتبار سے پیش کی جاتی ہے کہ کس شہر سے کتنے مستفتین نے سوالات ارسال کیے:

ڈھاکہ سے ۱۲/ چاٹگام سے ۲۰/ سلہٹ سے ۲۰/ میمن سنگھ سے ۱۶/ نواکھالی سے ۲۰/ پابنہ، سراج گنج سے ۸/ کمرلہ سے ۱۲/ جسر، نصیر آباد سے ۷/ فرید پور سے ۸/ رنگ پور سے ۸/ بریساں سے ۴/ دیگر مختلف مقامات سے ۱۰/ اور مختلف جگہوں پر قیام پذیر ۲۹/ مستفتین نے آپ سے استفتا کر کے ذریعہ استفادہ کیا، اس تعداد میں بہت سے ان مستفتین کو شامل نہیں کیا گیا، جنہوں نے کسی دوسرے شہر سے حصول تعلیم کے دوران استفتا کیا ہے، اگر ان تمام کو شامل کر لیا جائے تو مستفتین کی یہ تعداد دو سو سے تجاوز کر جائے گی۔

امام اہل سنت سے استفتا کرنے والے علما ومشائخ

فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں ان علما ومشائخ اور اہل علم میں سے کچھ کے نام تحریر کیے جاتے ہیں جنہوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ سے استفتا کر کے فتاویٰ حاصل کیے:

(۱) مولانا سید محمد حبیب الرحمن سلہٹی آپ نے مدرسہ امدادیہ مراد آباد سے جماعت ثانیہ کے متعلق استفتا ارسال کیا تھا، جس کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے ایک رسالہ ''القطوف الدانیة لمن أحسن الجماعة الثانیة'' (۱۳۱۳ھ) (جماعت ثانیہ کو مستحسن قرار دینے والے کے لیے جھکے ہوئے گوشے) تحریر فرمایا۔

(۲) غلام محی الدین عرف محمد سلطان الدین حنفی قادری برکاتی سلہٹی آپ کے ہی جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ ایک رسالہ ''دفع زاغ زیغ (کوے کی کجی کو دور کرنا) ملقب بہ لقب تاریخی ''رامی زاغیان'' (۱۳۲۰ھ) تحریر فرمایا۔

(۳) مولانا وحید اللہ صاحب، مدرسہ عالیہ اسلامیہ، کالاپل، فقیر ہاٹ، پوسٹ کانت، چاٹگام، جنھیں شیر بنگلہ حضرت علامہ سید عزیز الحق قادری قدس سرہ نے تاج العلما، بدر الفضلا، عمدۃ المحققین، مبلغ اسلام، مناظر اہل سنت جیسے آداب و القابات کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔

حضرت مولانا وحید اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے جید عالم دین تھے اور مدرسہ عالیہ اسلامیہ، کالاپل، فقیر ہاٹ، پوسٹ کانت، چاٹگام میں تدریسی خدمات انجام دیتے تھے حضرت مولانا محمد اسمٰعیل نعمانی صدر المدرسین الامین الباریہ کامل ماڈل مدرسہ چاٹگام نے بتایا کہ ان کے والد گرامی بھی بہت بڑے عالم دین تھے ان کا نام حضرت مولانا صوفی سید احسن اللہ صاحب قدس سرہ ہے اب ''سیکل بہا'' میں ہی ایک مدرسہ قائم کیا گیا ہے جس کا نام کالارفول وحیدیہ فاضل مدرسہ ہے وہیں پر آپ کا مزار آج بھی زیارت گاہ عوام وخواص ہے۔

(۴) مولوی عبد الحمید صاحب شنوپوری، ڈاک خانہ بیگم گنج ضلع نواکھالی (آپ ہی کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ ایک رسالہ ''آکد التحقیق بباب التعلیق'' (۱۳۲۲ھ) (باب تعلیق کے متعلق تحقیق انیق) تحریر فرمایا۔

(۵) مولوی ممتاز الدین صاحب، موضع شاکوچیل، ڈاک خانہ جگیش پور، ضلع سلہٹ اذان ثانی کے متعلق آپ کے ارسال کردہ استفتا جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں

قادری قدس سرہ ایک رسالہ ’’أوفی اللمعة فی أذان یوم الجمعة‘‘ (۱۳۲۰ھ) (اذان جمعہ کے بارے میں کامل رہنمائی) تحریر فرمایا۔

(۶) مولوی عباس علی عرف مولوی عبدالسلام صاحب، مقام ہتیا، ضلع نواکھالی (آپ کے ہی جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ ایک رسالہ ’’التحریر الجید فی حق المسجد‘‘ (۱۳۱۵ھ) (مسجد کے حق میں عمدہ تحریر) تحریر فرمایا۔

(۷) مولوی امید علی صاحب، موضع چرقاضی پور، ضلع پابنہ (آپ کے استفتا کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ نے ایک رسالہ ’’خیر الآمال فی حکم الکسب و السوال‘‘ (۱۳۱۸ھ) (کمانے اور مانگنے کے حکم میں بہترین امیدیں) تحریر فرمایا۔

(۸) جناب مولوی عبداللطیف ہزاری صاحب، ککینہ، ضلع رنگ پور (آپ ہی کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ نے ایک رسالہ ’’رسالہ مسائل سماع‘‘ (۱۳۲۰ھ) (قوالی کے مسئلے) تحریر فرمایا۔

(۹) حضرت مولانا سفیر الرحمن ہاشمی قدس محدث ’’دارالعلوم عالیہ مدرسہ چندن پورہ‘‘ اپنے وقت کے جید عالم وفقیہ اور علم حدیث میں ماہر تھے بنگلہ دیش کے مشہور شہر ضلع چاٹگام کی سب سے قدیم درس گاہ ’’دارالعلوم عالیہ مدرسہ چندن پورہ‘‘ میں محدث کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے تھے، علاقے میں محدث وصوفی بزرگ کے نام سے مشہور تھے، چاٹگام کی قدیم ترین ’’اندر قلعہ شاہی جامع مسجد‘‘ کے خطیب وامام بھی تھے اور اس مسجد کی تعمیر و ترقی میں وہ عظیم کارنامہ انجام دیا ہے کہ آج ان کو اس مسجد کا بانی ثانی بھی کہا جاتا ہے، یہ آپ کا طرۂ امتیاز تھا کہ آپ اپنے زمان کے ایک ماہر طبیب وحکیم تھے آپ نے ’’ہاشمی دواخانہ‘‘ نام سے ایک مطب قائم کیا اسی کی آمدنی سے اپنی گزر بسر فرماتے تھے، دین خدمت کو خلوص وللّٰہیت کے ساتھ بلا معاوضہ سرانجام دیا کرتے تھے، ان کا قائم کردہ مطب ’’ہاشمی دواخانہ‘‘ آج بھی ’’اندر قلعہ شاہی مسجد‘‘ سے متصل موجود ہے، ان کے خاندان میں آج بھی علم وادب کی چمک باقی ہے، ان کا مزار پرانوار ’’سلیم پور‘‘ ضلع چاٹگام میں آج بھی زیارت گاہ عوام وخواص ہے آپ کو صاحب تصرف اولیائے کرام اور خدمت دین کرنے

والے مخلص علمائے کرام میں شمار کیا جاتا ہے۔[راوی حضرت مولانا نظام الدین رضوی، ناظم الامین الباریہ کامل مدرس درس نظامی]

تاج العلما، بدر الفضلا، عمدۃ المحققین، مبلغ اسلام، مناظر اہل سنت شیر بنگلہ حضرت علامہ سید عزیز الحق قادری قدس سرہ نے آپ کو در مدح صدر العلما، بدر الفضلا، فخر الحکما، پیشوائے سالکاں، مرشد اہل زماں، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، استاذ العلما، یادگار اہل صفا، شیخ الاسلام، حضرۃ الحاج علامہ صوفی محدث سید سفیر الرحمن نقشبندی والقادری جامع صفات ظاہری وباطنی مظہر فیوضات ربانی مخزن کمالات صوری الچاٹگامی سلیم پوری علیہ رحمۃ ربہ الباری جیسے آداب والقابات کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔

(۱۰) مولوی عبدالجلیل صاحب، موضع ادھونگر، شہر اسلام آباد چاٹگام

(۱۱) جناب مولوی قدرت اللہ صاحب، موضع نیا گاؤں، چاٹگام

(۱۲) مولوی اسمٰعیل صاحب‘‘، موضع پھمرا، تھانہ راؤجان، ضلع چاٹگام

(۱۳) مولوی خواجہ شمس الدین محمد فریدی، موضع بیرا، ڈاک خانہ سٹرا گنج، ضلع ڈھاکہ

(۱۴) حافظ مخلص الرحمن، مدرسہ حافظ پور، ڈاک خانہ نہروی، ضلع ڈھاکہ

(۱۵) مولوی سید عبدالرؤف صاحب، ڈھاکہ

(۱۶) مولوی مہدی صاحب موضع پھمرا، تھانہ راؤجان، ضلع چاٹگام

(۱۷) مولوی محمد اکرم صاحب، موضع قاسم نگر، ضلع سلہٹ

(۱۸) حافظ عبدالحمید صاحب، گھوڑمرا، ڈاک خانہ آدم پور، ضلع سلہٹ

(۱۹) مولانا انوار الدین صاحب، موضع شوبید پور، ضلع سلہٹ

(۲۰) مولوی عبدالحکیم صاحب، موضع نارائن پور، ڈاک خانہ ایٹ کھولا، ضلع سلہٹ

(۲۱) مولوی عبدالغنی صاحب، موضع پھول ٹولی، ڈاک خانہ کمال گنج، ضلع سلہٹ

(۲۲) مولوی عبدالحکیم صاحب، موضع نارائن پور، ڈاک خانہ ایٹ کھولا، ضلع سلہٹ

(۲۳) محمد عبدالحافظ صاحب، مدرس اول مدرسہ اسلامیہ، تاراکاندی، پوسٹ پاکندیہ، ضلع میمن سنگھ

(۲۴) جناب مولوی سعید الرحمن صاحب، موضع گھاگرہ، ڈاک خانہ پائیکوڑہ، ضلع میمن سنگھ

(۲۵) مولوی علیم الدین صاحب چاٹگامی

(۲۶) جناب مولوی عبد الکریم صاحب، جونیر مدرسہ، موضع شرشدی، ڈاک خانہ رفیسنی، ضلع نوا کھالی

(۲۷) مولوی عبد العلی صاحب، ڈاک خانہ قاضی ہاٹ متصل بختیار منشی کے بازار، ضلع نوا کھالی

(۲۸) مولوی عبد الباری صاحب، ضلع نوا کھالی

(۲۹) مولوی محمد عبد القادر صاحب، مدرس اول مدرسہ جونپوری، مدرس اول مدرسہ منیر سراج گنج

(۳۰) مولوی جمال الدین صاحب، جونیر مدرسہ قادریہ، ڈاک خانہ سنواہ، ضلع چاٹگام

(۳۱) مولوی عبد الغفور صاحب، موضع پانسیر، ضلع کمرلہ

(۳۲) مولوی عبد الحمید صاحب، موضع چاند پور، ضلع کمرلہ

(۳۳) مولوی کازم الدین صاحب، شہر کمرلہ

(۳۴) مولوی محمد الٰہی بخش صاحب، موضع بیشکالی، ضلع کمرلہ

(۳۵) مولوی عبد الجبار صاحب، موضع ہرمنڈل، ضلع کمرلہ

(۳۶) مولوی تمیز الدین صاحب، ضلع نصیر آباد

(۳۷) شیخ اصغر علی، محلہ قطب دیا، چاٹگام

(۳۸) جناب مولوی ابو سعید محمد عارف صاحب، لال پور، ضلع پیڑا

(۳۹) مولانا سید مفیض الرحمن صاحب، مدرسہ عزیزیہ، ڈاک خانہ راموچکا کول، ضلع چاٹگام

(۴۰) مولوی اظہر الدین صاحب، بنگالی

(۴۱) مولوی رمضان علی، بنگالی

(۴۲) مولوی امیر احمد صاحب بنگالی

(۴۳) مولوی عبد القادر صاحب

(۴۴) مولوی سکندر علی صاحب، موضع کاؤنچی بازار، تھانہ کیوکتو، شہر اکیاب

(۴۵) مولوی عبد الودود صاحب قادری برکاتی، بنگالی

(۴۶) مولوی رحیم بخش صاحب، بنگالی

(۴۷) مولوی بدیع الزماں صاحب، بنگالی

(۴۸) مولوی محمد سلطان صاحب، بنگالی

(۴۹) جناب مولوی رمضان علی صاحب

(۵۰) مولوی عبد اللہ صاحب، بنگالی

وہ رسائل رضویہ جن کا تعلق بنگلہ سے ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے مندرجہ ذیل ۱۳؍رسائل ایسے تحریر فرمائے ہیں کہ جن کا تعلق بنگلہ دیش سے ہے:

(۱) راد القحط و الوباء بدعوة الجیران و مواساة الفقراء (۱۳۱۲ھ) (پڑوسیوں کی دعوت اور فقیروں کی غم خواری کے ذریعہ قحط اور وبا کو لوٹا دینے والا)۔

(۲) هبة النساء فی تحقق المصاهرة بالزنا (۱۳۱۵ھ) (زنا سے حرمت مصاہرہ کے ثبوت میں تحقیق جلیل)

(۳) القطوف الدانیة لمن أحسن الجماعة الثانیة (۱۳۱۳ھ) (جماعت ثانیہ کو مستحسن قرار دینے والے کے لیے جھکے ہوئے گوشے)

جماعت ثانیہ بلا اذان واقامت جائز ہے یا نہیں، اس کے جواب میں آپ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا اور اس کے جواز پر دلائل پیش فرمائے، یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ مترجم جلد ۷؍میں شامل ہے اور تقریبا ۱۵؍صفحات پر مشتمل ہے۔

(۴) أوفی اللمعة فی أذان یوم الجمعة (۱۳۲۰ھ) (اذان جمعہ کے بارے میں کامل رہنمائی)

مسجد کے اندر جمعہ کی اذان ثانی کے متعلق اس رسالے میں دلائل و براہین سے

موقف حقہ کی ترجمانی فرمائی ہے مستحکم دلائل سے مزین یہ رسالہ تقریباً ۱۰ر صفحات پر مشتمل ہے اور فتاویٰ رضویہ مترجم جلد ۸ر میں شامل ہے۔

(۵) دفع زاغ زیغ (کوے کی کجی کو دور کرنا) ملقب بہ لقب تاریخی ''رامی زاغیان'' (۱۳۲۰ھ)

اس رسالے میں آپ نے کوے کی حرمت کے حکم کو واضح فرمایا ہے اور ساتھ ہی میں دیوبندیوں کے پیشوا و امام ''رشید احمد گنگوہی'' پر کوے کے متعلق ۱۴ر سوالات بھی قائم کیے ہیں۔

۱۳۲۰ھ سے آج ۱۴۳۸ھ تک ۱۱۸ر سال کی طویل مدت گزرنے کے باوجود بھی پوری دنیائے دیوبندیت کے لیے چیلنج و قرض ہیں، یہ رسالہ فتاوی رضویہ مترجم، جلد ۲۷ر میں شامل ہے اور تقریباً ۲۰ر صفحات پر مشتمل ہے۔

(۶) آکد التحقیق بباب التعلیق (۱۳۲۲ھ) [باب تعلیق کے متعلق تحقیق انیق]

یہ رسالہ ۷۴ر صفحات پر مشتمل فتاویٰ رضویہ مترجم جلد ۱۳ر میں شامل ہے، نہایت ہی تحقیق و تفصیل کے ساتھ اس رسالے میں ''تعلیق طلاق'' کے مسائل بیان کیے گیے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ دیوبندی مفتی ''مولوی وجیہ اللہ دیوبندی'' باشندہ بنگال کے اس متعلق خلاف شرع فتوی کا دندان شکن اور جواب لا جواب بھی دیا ہے اور اس کے جاہلانہ فتویٰ کو ۲۱ر طریقوں سے رد کیا ہے، ۱۳۲۲ھ سے لے کر اب ۱۴۳۸ھ تک تقریباً ۱۱۶ر سال کی مدت مدید گزر جانے کے باوجود کوئی بھی دیوبندی سورما اس بات کی جرأت نہیں کر کا کہ تحقیق امام کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے، یقیناً یہ حق کی نشانیوں میں سے ایک واضح نشانی ہے۔

(۷) التحریر الجید فی حق المسجد (۱۳۱۵ھ) (مسجدوں کے حق میں عمدہ تحریر)

مسجدوں کی چیزیں فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس موضوع پر تقریباً ۱۹ر صفحات پر مشتمل یہ تحقیقی رسالہ فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد ۱۶ر میں شامل ہے۔

(۸) خیر الآمال فی حکم الکسب و السوال (۱۳۱۸ھ) (کمانے اور مانگنے

کے حکم میں بہترین امیدیں)

یہ رسالہ نافع قبالہ اس سوال کہ جواب پر مشتمل ہے کہ روپیہ کمانا کس وقت فرض ہے، کس وقت مستحب، کس وقت مکروہ، کس وقت حرام اور سوال کرنا کب جائز ہے کب ناجائز ہے؟ یہ رسالہ ۱۹ر تحقیقی و تفصیلی صفحات پر مشتمل ہے اور فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد ۲۳ر میں شامل ہے۔

(۹) رسالہ مسائل سماع (۱۳۲۰ھ) (قوالی کے مسئلے)

یہ رسالہ سماع و رقص، راگ و سرود، مزامیر و معازف وغیرہ کی مجالس کے لیے جھاڑو فانوس، شامیانہ و فرش وغیرہ کے تکلفات جو کیے جاتے ہیں، ان کے مسائل و احکام پر مشتمل ہے اس میں ۲۰ر صفحات ہیں اور یہ فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد ۲۴ر میں شامل ہے۔

(۱۰) الدلائل القاہرۃ علی الکفرۃ النیاشرۃ (۱۳۳۵ھ) (نیچری کافروں کے خلاف دلائل قاہرہ)

یہ رسالہ نیچریوں کے ردّ پر ہے فتاویٰ رضویہ مترجم جلد ۱۵ر میں شامل تقریباً ۳۶ر صفحات پر مشتمل ہے، یہ رسالہ اگرچہ کسی بنگلہ دیشی شخص کے جواب میں نہیں لکھا گیا لیکن اس پر سلہٹ بنگلہ دیش کے عالم و مفتی ''ابو نعیم محمد ابراہیم قدس سرہ'' جو مدرسہ عثمانیہ کلکتہ میں بحیثیت مدرس اوّل (صدر مدرس) خدمات انجام دے رہے تھے، ان کی تصدیق اس رسالے میں موجود ہے۔

(۱۱) الجام الصاد عن سنن الضاد (۱۳۱۷ھ) (ضاد کے طریقوں سے روکنے والے کے منہ میں لگام دینا)

یہ رسالہ بھی اطراف بنگالہ وغیرہ میں کچھ لوگ ''ض'' معجمہ کو قصداً ''ظ'' یا ''ذ'' بلکہ ''ز'' معجمات پڑھتے ہیں اور اسی کا دوسروں کو امر کرتے ہیں اور عام عوام ہندوستان میں جس طرح یہ حرف ادا کیا جاتا ہے، جس سے بوئے دال مہملہ پیدا ہوتی ہے، اس کے شرعی حکم کے بارے میں تحریر فرمایا، یہ ۱۹ر صفحات پر مشتمل ہے اور فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد ۶ر میں شامل ہے۔

(۱۲) حقۃ المرجان لمہم حکم الدخان (۱۳۰۷ھ) (مرجان کی صندوقچی

حقہ کے ضروری حکم کے بیان میں)

یہ رسالہ حقہ پینے اور تمبا کو کھانے کے حکم شرعی کو بیان کرنے کے لیے تحریر فرمایا، یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ مترجم کی جلد ۲۵ر میں شامل ہے۔

(۱۳) ماحی الضلالة فی انکح الھند وبنجالہ (۱۳۱۷ھ) (بنگال اور ہندوستان میں نکاحوں کے بارے میں کوتاہی کو مٹانے والا)

یہ رسالہ برصغیر میں مجالس ومحافل نکاح کے اندر پائے جانے والے خلاف شرع امور کے رد کے بیان میں ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے نام سے ہی اشارہ فرمادیا ہے کہ بنگالہ اور ہند کے نکاح میں جو کوتاہیاں ہوتی ہیں، یہ ان کو مٹانے والا ہے یہ رسالہ ۱۲ رصفحات پر مشتمل ہے، فتاویٰ رضویہ مترجم کی جلد ۱۱ر میں شامل ہے۔

امام احمد رضا علما و مشائخ بنگلہ دیش کی نظر میں

تاج العلما، بدر الفضلا، عمدۃ المحققین، مبلغ اسلام، مناظر اہل سنت شیر بنگلہ حضرت علامہ سید عزیز الحق قادری (ولادت ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۶ء، وفات ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء) بنگالہ کے بلند رتبہ عالم وفاضل، مبلغ و مصلح، مناظر وفقیہ، اردو، عربی، فارسی اور بنگلہ زبان کے شعلہ بیان مقرر وادیب اور قادر الکلام شاعر اور صاحب کرامت بزرگ تھے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ سے آپ کی دینی محبت کیسی تھی، اس کا اندازہ اس نظم سے لگایا جا سکتا ہے جو آپ نے اعلیٰ حضرت کے مناقب بیان کرتے ہوئے تحریر فرمائی ہے نظم سے پہلے جن آداب والقاب سے امام کا تذکرہ کیا ہے پہلے ان کو ملاحظہ فرمائیں:

درمدحِ امام اہل سنت، مجددِ ملت، حامیِ سنت، قاطعِ بدعت، پیشوائے عالماں، مقتدائے فاضلاں، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، صاحبِ تصانیف کثیرہ ومقامات عالیہ، شیخ الاسلام، فخر الھند حضرت علامہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی علیہ رحمۃ ربہ الباری۔

مرحبا صد مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
از برائے فخرِ ہند احمد رضا خاں مرحبا

مقتدائے اہل سنت بود آں رشکِ زماں
صاحبِ تالیف و تصنیفات آمد بے گماں

دافعِ کفر و ضلالت رہبرِ راہِ ہدیٰ
عہدِ حاضر را مجددِ آں امامِ باصفا

گر نبودے ذاتِ پاکش اندراں ہندوستاں
دشمن احمد وہابیاں شدندے اہل آں

نعمتِ عظمیٰ برائے اہل سنت بے گماں
زہر قاتل بود لیکن از برائے وہابیاں

تربتش را باغِ جنت از اے ربِّ جہاں
استجب یا رب طفیلِ سرورِ پیغمبراں

در بریلی گشت واقع روضۂ پر نور او
مردماں پر فیض باشند دائما از ذات او

نامِ ناظم گر تو خواہی شیر بنگالہ بداں
منکرانِ سنیاں را سیفِ براں بے گماں

[دیوان عزیز شریف، ص:۳۶]

حضرت شیر بنگلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جس طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے خاص محبت تھی ویسے ہی آپ کے خلفا وتلامذہ سے بھی قلبی لگاؤ تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ نے صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی (م ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی (م ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خان قادری لکھنوی پیلی بھیتی (م ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء) محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد قادری (م ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) رحمہم اللہ کی شان میں بھی بڑے بڑے آداب و القاب اور نہایت الفت ومحبت کے ساتھ ساتھ نظم کہی ہے اور ان کی رفعت وعظمت کو بیان کیا

ہے جوان کے دیوان ''دیوان عزیز'' میں موجود ہے۔

حضرت علامہ حافظ قاری سید احمد شاہ القاری سریا کوٹی (م ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء) بنگلہ دیش کے مشہور شہر چاٹگام میں ایک مرکزی جامعہ کی بنیاد رکھی اور ان کلمات کے ساتھ اس مدرسہ کی ابتدا کی گئی ''یہاں مسلک اعلیٰ حضرت کی بنیاد پر دین کی تعلیم دی جائے گی۔''

[ماہنامہ معارف رضا، کراچی، مارچ ۲۰۱۱ء]

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت علامہ حافظ قاری سید احمد شاہ القاری سریا کوٹی قدس سرہ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ سے نہ یہ کہ صرف محبت تھی بلکہ وہ آپ کو حق و صداقت اور رشد و ہدایت کی علامت بھی تصور کیا کرتے تھے۔

مولوی عبد الحمید صاحب شنو پوری، ڈاک خانہ بیگم گنج، ضلع نوا کھالی، بنگلہ دیش نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کی عظمت و رفعت اور ان کے بلند پایہ رتبہ و مقام کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

بگرامی خدمت، فیض درجت، مجمع الفضائل، منبع الفواضل، کاشف دقائق شرعیہ، واقف حقائق عقلیہ نقلیہ، محی السنۃ النبویہ، مروج الاحادیث المصطفویہ، صاحب التحقیقات الرائقہ، زبد السعادت الفائقہ، اعنی مولانا المولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب دام افضالہم۔

بعد ادائے تسلمات فرواں و کورنشات بیکراں معرض آں خدمت یہ ہے۔''

[فتاویٰ رضویہ مترجم، ج ۱۳، ص ۱۵۵]

مولوی محمد الٰہی بخش صاحب، موضع پیشکالی، ضلع کمرلہ، بنگلہ دیش نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کو مندرجہ ذیل آداب و القابات کے ساتھ ذکر کر کے اپنی نیازمندی و عقیدت و احترام کا اظہار فرمایا:

''قبلہ شفقت و مرحمت و کعبہ عاطفت و راحت واسطہ حصول عزت دو جہانی وسیلہ وصول سعادت جاودانی ایداللہ افضالہم و عم نوالہ دامت شموس عنایاتہم بازغ ناصی فدویت و ارادت را بغازہ مفاخرت و سعادت مانند گل رنگیں ساختہ بگزارش مدعا پرداختہ کہ ایں احقر را برائے چند مسائل بغایت ضرورت افتاد، لہٰذا بسیار حیران و سرگرداں ست، و نیز کسے را چنداں

غربا نواز نمی بیند کہ بخوب ترین جواب از کتب معتبرہ ارزانی داشتہ خاطر ایں فدوی را تسکین دہد، و ہم تشفی خاطر باشد، لہٰذا بجاد شان کیوان ایوان معروض دارد کہ از روئے بندہ نوازی جواب مسائل ذیل را، بطریق فتاوے عطا فرمایند۔ یعنی قبلہ شفقت و رحمت کعبہ عاطفت و رافت دونوں جہان کی عزت کے حصول کا واسطہ، ہمیشگی سعادت کی رسائی کا وسیلہ، اللہ تعالیٰ ان کے جود و کرم کو دوام بخشے، ان کی عنایات کا سورج چمکتا رہے، ارادت و غلامی کی پیشانی، فخر و سعادت کے پوڈر سے رنگین پھول کی طرح ہوجائے وہ اپنے مدعا کی گزارش کرتا ہے کہ اس عاجز کو چند مسائل کی انتہائی ضرورت پیش آ گئی لہٰذا بہت حیران اور پریشان ہے نیز اس قدر کسی کو غربا پرور نہیں سمجھتا کہ بہت عمدہ جواب معتبر کتابوں سے نکال کر مفت پیش فرمادیں، جو اس غلام کے دل کو تسکین دے اور قلبی تشفی کا باعث ہو، لہٰذا غلامانہ حیثیت سے بلند و بالا آسمان ہفتم کی سی بارگاہ میں عرض کناں ہوں کہ بندہ پروری کرتے ہوئے مسائل ذیل کا جواب بصورت فتویٰ عنایت فرمائیں۔'' [فتاویٰ رضویہ مترجم، ج ۲۳]

امام احمد رضا کی نظر بنگلہ کلچر پر

ایک مفتی کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ زمانے کے حالات سے واقف ہو، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ زمانے کے حالات سے نہایت ہی عمدہ طریقے سے واقف تھے، بنگلہ دیش کے حالات سے واقفیت کا اندازہ ان اقتباسات سے بہ خوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے ایک استفتا کے جواب میں لکھا:

''الجواب: کلیہ در لباس آنست کہ دردے رعایت سہ امرے باید کرد یکے اصل او حلال باشد ہمچو لباس ریشمیں یا زری یا رنگین معصفر و زعفران کہ مرد را مطلقا روانیست دوم رعایت ستر آنچہ کہ متعلق بستر است چنانچہ مرد را زیر جامہ و زنان آزاد را از سرتاپا ہمہ لباس پیش اجانب و آنچہ پشت و شکم از ناف تا زیر زانو پوشد پیش محارم و اگر تنہا

پیش شوہر خود ست حاجت ہیچ ستر ندارد الا حیا۔ واز فروع اینہم ست کہ لباس بموضع ستر آنچناں چسپیدہ کہ ہیئت آن عضو رانماید کما ذکرہ فی ردالمحتار حققناہ فی ما علقناہ علیہ۔ سوم لحاظ وضع کہ نہ زی کفار باشد نہ طرق وفساق وایں بردوگونہ است یکے آنکہ شعار مذہب ایشان باشد ہمچوں زنار ہنود وکلاہ مخصوص نصاری کہ ہیٹ نامند بس اینہا کفر بود واگر شعار مذہب نیست از خصوصیات قوم آنہا آنست ممنوع وناروا باشد حدیث صحیح: من تشبہ بقوم فھو منھم۔ (سنن ابی داود، کتاب اللباس باب فی لبس الشہرۃ ج:۲، ص:۲۰۳، آفتاب عالم پریس، لاہور)

یعنی قاعدہ کلیہ لباس پہننے میں یہ ہے کہ اس میں تین امور کی رعایت کرنی چاہئے، ایک یہ کہ اصل میں اس کا استعمال کرنا ناجائز ہو، مثلاً ریشمی یا سنہری لباس یا سرخ یا زرد، زعفرانی رنگ کا لباس کہ علی الاطلاق مرد کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں۔ (دوسری بات) ستر کی رعایت ہو اس لباس میں کہ جس کا ستر سے تعلق ہے، جیسے مرد کئے لئے زیر جامہ اور آزاد عورتیں سرے سے لے کر پاؤں تک غیر محرم (اجنبی) مردوں کے سامنے مکمل لباس پہنے ہوں، البتہ محرم مردوں کے روبرو، پشت اور ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک پردہ پوش ہوں، ہاں اگر تنہا شوہر کے پاس ہو تو پھر اہتمام ستر کی کوئی ضرورت نہیں لیکن اگر شرم وحیا مانع ہو تو الگ بات ہے اور اس کے ذیلی پہلوؤں میں سے یہ بھی ہے کہ لباس محل ستر پر کچھ اس طرح چسپاں ہو کہ اس عضو کی ہیئت نہ دکھائی دے، جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ذکر فرمایا اور میں نے اس کے حواشی میں اس کی تحقیق کردی۔ (تیسری بات) لباس کی وضع کا لحاظ رکھا جائے کہ کافروں کی شکل وصورت اور فاسقوں کے طرز وطریقے پر نہ ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ ان کا مذہبی شعار ہو، جیسے ہندؤں کا زنار اور عیسائیوں کی خصوصی

ٹوپی کہ "ہیٹ" کہتے ہیں، پس ان کا استعمال کفر ہے اور اگر ان کے مذہب کا شعار تو نہیں، لیکن ان کی قوم کا خصوصی لباس ہے تو اس صورت میں بھی اس کا استعمال ممنوع (ناجائز ہے) چنانچہ حدیث صحیح حدیث میں فرمایا: جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ اسی میں شمار ہے۔"

[فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج ۲۲، ص ۱۹۰]

اسی میں ہے:

"در صورت اولی محمول برظاہر خود ست ودر ثانیہ برزجر وتہدید ودر ثانیہ امر باختلاف ممالک ومراسم مختلف شود مثلا دربنگالہ ساڑی عام ست مر زنان مسلمات و مشرکات راپس ازباب تشبہ نباشد۔

یعنی پس پہلی دوسری صورت میں یہ اپنے ظاہر پر محول ہے، لیکن دوسری صورت میں ڈانٹ ڈپٹ اور ڈراوے پر محمول ہے اور امر ثانی میں اختلاف ممالک اور مراسم کی بنا پر مختلف ہو جاتا ہے، مثلا بنگلہ دیش میں ساڑھی ایک عام لباس ہے جس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں قسم کی شامل ہیں (لہٰذا اس میں کسی ایک کی کوئی خصوصیت نہیں) لہٰذا اس اس حالت میں از قبیل تشبہ نہیں۔"

[فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج ۲۲، ص ۱۹۱]

ایک مقام پر دھوتی کے متعلق یوں تحریر فرماتے ہیں: "اور فی نفسہ دھوتی کی حالت کو دیکھا جائے تو اس کی اپنی ذات میں کوئی حرج شرعی بھی نہیں بلکہ ساتر ماموریہ کے افراد سے ہے، اصل سنت ولباس پاک عرب یعنی تہبند سے صرف لٹکتا چھوڑنے اور پیچھے گھرس لینے کا فرق رکھتی ہے، اس میں کسی امر شرعی کا خلاف نہیں تو دو وجہ ممانعت تو قطعاً منتفی ہیں، رہا خاص شعار کفار ہونا، وہ بھی باطل، بنگالہ وغیرہ پورب کے عام شہروں میں تمام سکان ہندو مسلمان سب کا یہی لباس ہے، یوہیں سب اضلاع ہند کے دیہات میں ہندو مسلمین یہی وضع رکھتے ہیں، رہے وسط ہند کے شہری لوگ، ان میں بھی فنائے شہر اور خود شہر کے اہل حرفہ وغیرہم جنہیں کم قوم کہا جاتا ہے، بعض ہر وقت اور بعض اپنے کاموں ضرورتوں کی حالت

میں دھوتی باندھتے ہیں۔" [فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج ۲۴، ص ۵۳۴]

بنگلہ زبان میں قرآن کے مطالب لکھنے کا حکم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ سے بنگلہ زبان میں مطالب و شان نزول اور قصص کو قرآن شریف میں عربی زبان کے نیچے لکھنے کے متعلق سوال کیا گیا، اس متعلق آپ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

الجواب: جائز ہے جبکہ فائدے مطابق شرع ہوں واللہ تعالیٰ اعلم۔"

[فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج ۲۳، ص ۷۰۹]

بنگلہ دیش دار الحرب یا دار الاسلام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے بنگلہ دیش کو دار الاسلام فرمایا ہے آپ تحریر فرماتے ہیں:

"اور بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے اپنے فتاویٰ میں دلائل قاہرہ سے ثابت کیا ہے کہ تمام ہندوستان سرحد کابل سے منتہائے بنگالہ تک سب دار الاسلام ہے تو یہاں جتنے شہر وقصبات میں (جن کو شہر کہتے ہیں اور وہ نہ ضرور ایسے ہی ہوتے ہیں جن میں متعدد محلے، متعدد ودائمی بازار ہیں، وہ پرگنہ ہیں، ان کے متعلق دیہات ہیں، ان میں ضرور کوئی حاکم فیصل مقدمات کے لئے مقرر ہوتا ہے جسے ڈگری ڈسمس کا اختیار ہے نہ فقط تھانہ دار کہ وہ کوئی حاکم نہیں صرف حفاظت اور تحقیقات یا چالان کا مختار ہے) وہ ضرور سب اسلامی شہر ہیں اور ان میں جمعہ فرض ہے۔" [فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج ۸، ص ۳۷۰]

دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

"اس تحقیق سے تمام صورِ مستفسرہ کا حکم واضح ہو گیا جو آبادیاں پرگنہ ہے اور ان میں کوئی کچہری ہے (نہ فقط تھانہ یا ڈاک خانہ یا شفاخانہ فیصلِ مقدمات کے لئے نہیں ہوتے) اور وہاں سلطنت اسلام ہے یا پہلے تھی اور جب سے غیر مسلم کا قبضہ ہو بعض شعائر اسلام بلا مزاحمت اب تک جاری ہیں جیسے تمام بلاد

ہندوستان و بنگالہ ایسے ہی ہیں وہ سب اسلامی شہر ہیں ان میں جمعہ فرض ہے۔"

[فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج ۸، ص ۳۸۲]

اسی میں ہے: "ہندوستان اور بنگالہ بلاشبہ شہر دار الاسلام ہیں ان میں جمعہ فرض ہے اس کا ترک سخت گناہ اور اس کا انکار شدید گمراہی ہے۔"

[فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج ۸، ص ۴۲۷]

امام احمد رضا اور فیصلہ کرنے والا حاکم

مولوی عبد الحمید صاحب شنوپوری، ڈاک خانہ بیگم گنج، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو مندرجہ ذیل تحریر ایک فتویٰ حاصل کرنے کے لیے ارسال کی اس تحریر کو مکمل پڑھنے کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس رہ کی شان فقاہت اور مقام افتا کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ علما تو علما بلکہ فیصلہ کرنے والے حاکم بھی آپ کو اور آپ کے فتوے کو نہایت ہی قدر اور احترام کی نظر سے دیکھتے تھے:

"معرض آں خدمت یہ ہے جناب حضور نے جو فتوائے طلاق معلق بالصلوٰۃ کی تحریر فرما کر ارسال فرمائے تھے، بندۂ گم گشتہ نے ملک کو بھیج دیا اور سب علمائے موافق ومخالفین نے دیکھ کر بہت خرسندیں حاصل کیں بلکہ سب علما متفق ہو کر بسبب فرمان فتوائے موصوف کے زوج احمد سے زوجہ مغلظہ کو علاحدہ کیا تھا اور اس پر بہت دن گزر گئے مگر مولوی وجیہ اللہ جو دیوبند سے عنقریب تحصیل کر کے گھر کو گئے، اس نے زوج احمد کو کہا کہ تمہاری زوجہ مطلقہ مغلظہ نہیں ہوئی، تم ہماری رائے پر چلو تو ہم فتوائے ہند کو مردود کر دیں گے، چنانچہ احمد علی بھی بوجہ نفع اپنے کے اور بوجہ تعلیم اپنے قول سے منکر ہو گئے، پہلے تعمیم کے منکر اور تخصیص کے راجع، اب بعد چندیں مدت اپنی نیت ظاہر کرتے ہیں کہ نیت ہمارا اعلی الابد کے لئے ہے اور مولوی وجیہ اللہ نے اس وقت کے نیت کے مطابق ایک فتویٰ بھی لکھا، وہی فتویٰ آپ کی خدمت عالی میں ارسال کرتا ہوں اور فتویٰ تحریر کر کے احمد علی کو مدعی بنا کر کچہری میں مقدمہ دائر کئے ہیں، بعدہ اس کے فتویٰ اور آنحضور کی تحریر مبارک دونوں کچہری میں پیش ہوا

اور مولوی وجیہ اللہ کو اور اس طرف کے علماؤں کو حاکم نے طلب کیا اور دونوں فتویٰ کے مطلب حاکم کو سمجھا دیے مگر مولوی وجیہ اللہ نے حضور کے فتویٰ پر اور مذہب کے قیل وقال ناشائستہ بیان کیا مگر حاکم کے نزدیک کچھ اعتبار نہیں ہوا اور حاکم نے خود کہا کہ جناب مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب کو میں خوب جانتا ہوں اور ان کی حالت مجھے خوب معلوم ہے اور دیوبند کے علمائے لامذہب کو بھی معلوم ہے کہ میں ہند کی سیر کرنے والا ہوں۔"

[فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج ۱۳، ص ۱۵۵]

حسام الحرمین اور علمائے بنگلہ دیش

حسام الحرمین کی تصدیق فرمانے والے ہندو پاک اور بنگلہ و نیپال کے سینکڑوں کیا ہزاروں علمائے کرام ایسے تھے جن کی تحریری تصدیقات کسی کتاب میں شائع نہ ہوسکیں یہاں پر بنگلہ دیش کے مشہور عالم و مفتی ابو ناظم حضرت علامہ محمد کاظم رحمتی چشتی سراج گنج قدس سرہ کی تصدیق کو نقل کیا جاتا ہے جو شیر بیشۂ اہل سنت کی مایہ ناز کتاب "الصوارم الہندیہ" کی زینت بنی ہوئی ہے:

فتاویٰ علمائے کرام و مفتیانِ عظام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً جو مدت سے بنام حسام الحرمین مطبوع ہو کر ملک میں شائع ہو رہے ہیں وہ بیشک حق ہیں۔ اور تمام مسلمانوں پر انکے حکموں کو حق جاننا اور ان فتووں کے مطابق عمل درآمد کرنا نہایت ضروری بلکہ واجب ہے۔ مذکورۂ بالا فتاویٰ میں جن لوگوں پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا گیا ہے۔ فی الواقع وہ لوگ ان اقوالِ کفریہ اور عقائدِ باطلہ و فاسدہ کی وجہ سے ضرور بالضرور کافر ہو گئے۔ اور جو لوگ ان کے ان اقوال پر مطلع ہونے کے بعد انکے کافر ہونے میں شک کریں وہ بھی کافر ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں نے اللہ و رسول سے بے ادبی اور گستاخی کی ہے اور ان کی شان گھٹائی ہے اور اللہ و رسول سے بے ادبی و گستاخی کرنے والا البتہ کافر ہو جاتا ہے اور اس کی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب اعمالِ نیک ضائع

اور بیکار ہو جاتے ہیں۔ اس کی تفصیل قرآن پاک کی سورۂ حجرات کی ابتدائی آیات میں مذکور ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں:

"أَيُّمَا رَجُلٍ مُّسْلِمٍ سَبَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله تعالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ كَذَّبَهُ أَوْ عَابَهُ أَوْ تَنَقَّصَهُ فَقَدْ كَفَرَ بِاللهِ تعالىٰ وَبَانَتْ مِنْهُ امْرَأَتُهُ."

یعنی جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ بیشک کافر ہو گیا اور اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی۔

درّ مختار میں ہے:

"اَلْكَافِرُ بِسَبِّ نَبِيٍّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ لَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ مُطْلَقًا وَمَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهِ وَكُفْرِهِ فَقَدْ كَفَرَ."

یعنی جو شخص کسی نبی کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرنے کے سبب کافر ہو اس کی توبہ بھی کسی طرح قبول نہیں اور جو شخص اس کے مستحقِ عذاب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ پس تمام مسلمانوں پر لازم بلکہ الزم ہے کہ ایسے بدعقیدے والوں سے اپنے کو کوسوں دور رکھیں اور ان گندم نما جو فروش لوگوں کے دھوکے اور فریب سے اپنے عقائد اور دین و ایمان کی حفاظت و نگہبانی کریں۔ واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

راقم بندۂ آثم ابو ناظم محمد کاظم رحمتی چشتی
سراج گنج بنگال"۔

(الصوارم الہندیہ مع التحقیقات لدفع التلبیسات، ص: ۱۵۱، ۱۵۲، مرکزی جماعت اہل سنت، پاکستان)

سطور بالا امام اہل سنت سے علمائے بنگلہ دیش کے دیرینہ تعلقات اور آپ سے گہری عقیدت و محبت کے غماز ہیں۔

کیا زینب کا لہو رنگ لائے گا؟

از سیّد زاہد حسین نعیمی

پنجاب کے شہر قصور میں سفا کی کا شکار ہونے والی بچی زینب کی گمشدگی اتوار 7 جنوری سے لاپتہ تھی، وہ ٹیوشن پڑھنے گھر سے نکلی تھی، لیکن لاپتہ ہوگئی۔ منگل کے دن اُس کی ننھی لاش ایک کچرا کے ڈھیر سے ملی، جس کی اطلاع ایک پولیس اہلکار نے دی تھی۔ سفا کی کے ساتھ قتل ہونے والی زینب کے قتل نے پوری قوم کو غمزدہ ہی نہیں کیا بلکہ جھنجوڑ کر رکھ دیا۔ زینب جو انسان نما بھیڑیے کا شکار ہوئی، قوم کو یہ پیغام دے گئی ہے کہ ایک وہ دور تھا جب محمد بن قاسم ایک مجبور، بے بس مسلمان خاتون کی فریاد سن کر سندھ کو فتح کرتا ہوا ملتان جا پہنچا تھا، جس نے مسلمان خاتون کی چادر کی حفاظت کے لئے لشکر کشی کر دی تھی اور یوں اس علاقہ کو اسلامی سلطنت کا حصہ بنا دیا تھا۔ زینب کی معصوم آواز پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اُسے درندگی اور سفا کی کے ساتھ زندگی کا چراغ گل کرنے والا اور کوئی نہیں بلکہ اس دور کا نام نہاد مسلمان ہے، یہ راجا دھر کی ریاست نہیں بلکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ریاست ہے۔ یہ وہ اسلامی ریاست ہے، جس کی بنیاد محمد بن قاسم کے اُس حملہ کے ساتھ ہی رکھ دی گئی تھی جس کا مقصد مسلمان خاتون کی چادر، عزت وعصمت کی حفاظت تھا۔ حقیقی نظر سے دیکھا جائے تو برصغیر میں دوقومی نظریہ کی بنیاد یہی حملہ تھا جو محمد بن قاسم نے کیا تھا، اور اس کی وجہ بھی ایک مسلمان خاتون کی عزت وعصمت کی حفاظت ہی تھی۔ اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ نظریہ پاکستان، دوقومی نظریہ اور تحریک پاکستان اور قیامِ پاکستان کی بنیاد محمد بن قاسم کا یہی حملہ تھا، وہ ریاست پاکستان جسے اسلامی ریاست مدینہ کا عکس ہونا تھا، جس کے لئے یہ تصور تھا کہ اگر نہرے فرہاد کے کنارے ایک کتا بھی پیاسا مر جائے تو اس کا حساب بھی وقت کے حکمران نے دینا تھا۔

ریاست پاکستان وہ ریاست ہے، جس کے قیام کے لئے سینکڑوں مسلمان خواتین نے جہاں اپنے پیارے قربان کیے، وہاں اُن کی عزتیں اور عصمتیں بھی ہندوؤں اور سکھوں کے ہاتھوں تار تار ہوئیں۔ لیکن اس کے باوجود اُن کو اس بات پر فخر تھا کہ ایک اسلامی ریاست وجود میں آچکی ہے، جہاں لوگوں کی عزتیں اور عصمتیں محفوظ ہوں گی، لیکن کیا ہوا، بالکل اس کے

برعکس ہوا۔ قصور کا یہ واقعہ کوئی ایک واقعہ نہیں ہے۔ آج ٹیلیویژن چینلوں پر مباحثے ہو رہے ہیں، اخباری رپورٹوں کو ایک نئی خبر مل گئی ہے، مختلف پروگرام ہو رہے ہیں، کالم لکھے جا رہے ہیں، عہد کیا جاتا ہے کہ نصاب تعلیم میں ایسے انعال پر شعور وآگہی کو شامل کیا جائیگا۔ قانون سازی ہوگی اور جرم کے مرتکب افراد کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ کچھ عرصہ یہ سلسلہ میڈیا میں جاری رہے گا، سیاست دان بیان بازی دیتے رہیں گے، متاثرہ بچی کے گھر جا کر تعزیت کا سلسلہ جاری رہے گا، فوٹو سیشن ہوگا اور پھر قصہ تمام ہو جائے گا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسی قصور میں گزشتہ کچھ عرصہ سے پے در پے ایسی کئی بچیاں درندوں کا شکار ہوئیں، نور فاطمہ، فوزیہ، ثناء، ایمان، عائشہ، کائنات سمیت کوئی گیارہ بچیوں کے ساتھ شیطانی کھیل کھیلا گیا اور ان کو موت کی آغوش میں دھکیل دیا گیا۔ اسے ہی پروگرام ہوئے، فوٹو سیشن ہوئے، مباحثے ہوئے، مذاکرے ہوئے ایسے ہی عہد وپیمان کیے گئے، لیکن عمل کچھ بھی نہ ہوا۔ قانون موجود ہے، اُسے مزید موثر بنایا جاتا اور مذکورہ متاثرہ بچیوں کے مجرموں کو پکڑا جاتا، ان کو قانون کے مطابق سزا ملتی تو کیا زینب آج درندوں کا شکار ہوتی؟ اسلام میں سزاؤں کا تصور تو اسی وجہ سے ہے کہ معاشرے کو بدی پھیلانے والوں سے پاک کیا جائے اور ایک صالحہ معاشرہ کی تشکیل ہو، لیکن جہاں قانون کے محافظ خود مجرم ہوں، جہاں قانون نافذ کرنے والے خود قانون کی دھجیاں اُڑائیں، جہاں بااثر افراد کے لئے قانون حرکت میں نہ آئے اور غریب وغرباء اسی قانون کے شکنجے میں جکڑ دیئے جائیں، تو وہاں زینب جیسی بچیاں درندوں کا شکار ہوتی رہیں گی۔ اس سفا کانہ قبیح فعل کے بعد بھی یہ سلسلہ رکا نہیں، 15 جنوری کے اخبارات میں یہ خبر بھی ہے ''وہاڑی خاتون سے زیادتی، مردان لاپتہ بچی کی لاش برآمد، 4 سالہ عاصمہ ہفتے کو لاپتہ ہوئی تھی لاہور میں 3 بچوں سے بدفعلی کی کوشش، لاہور اور کامونکی سے 2 بچے اغواء کر لئے گئے، 2 بچوں کو پولیس سے بازیاب کرا لیا۔ ایک اور خبر ملاحظہ کریں ''نوعمر لڑکوں کو بلیو فلمیں بنا کر بھتہ وصولی کا انکشاف، فیس بک دوستی سبب، منڈی بہاؤالدین کا زاہد گوندل اور دیگر زبردستی ویڈیو بناتے رہے، والدین بدنامی کے خوف سے خاموش رہے، انصاف دیا جائے، متاثرین''۔ یہ دو خبریں وہ ہیں جو زینب کے واقعہ کے بعد کی ہیں۔ لیکن ضروری نہیں کہ یہ دو خبریں ہی ہوں، اگر دیگر اخبارات کا جائزہ لیا جائے تو ممکن ہے

یہ خبریں کئی زیادہ ہوں۔ ان واقعات کا تدارک کیسے ممکن ہے؟ نہ تو حکومت کے پاس کوئی منصوبہ بندی ہے اور نہ ہی قانون نافذ کرنے والے ادارے اس معاملہ میں سنجیدہ ہیں۔ اس لئے کہ قصور میں ایسے گیارہ واقعات پہلے ہو چکے ہیں، جن کا سنجیدگی سے کوئی نوٹس نہ لیا گیا، نہ ہی مجرم پکڑے گئے اور نہ ہی متاثرین کو انصاف ملا۔ زینب کیس میں 200 افراد کا DNA ٹیسٹ ہوا، جس میں ایک ہی شخص 8 کیسز میں ملوث پایا گیا، جبکہ 3 مختلف افراد دیگر واقعات میں ملوث پائے گئے ہیں۔ اس DNA کے بعد بھی کیا اقدام کیا گیا ہے؟ چیف جسٹس سپریم کورٹ نے ازخود نوٹس لیتے ہوئے 36 گھنٹے کا وقت دیا تھا کہ مجرم کو پکڑا جائے، لیکن 36 گھنٹے کی ڈیڈ لائن 15 جنوری کو پوری ہو چکی ہے، لیکن زینب قتل کیس کا مجرم نہیں پکڑا گیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے مجرم کی اطلاع دینے والے کو ایک کروڑ نقد انعام دینے کا اعلان کیا ہے اور یہ بھی کہا کہ مجرم کو پکڑنے کا ٹائم فریم نہیں دے سکتا۔ اگر ایسے انعامات مقرر کرنے سے مجرم پکڑے جاتے تو پھر دہشت گردی میں ملوث سینکڑوں دہشت گرد انعام مقرر کرنے کے باوجود کیوں پکڑے نہیں گئے؟ یہ صرف بہانہ بازی وقت گزاری ہے۔ ورنہ اگر بھارت میں رات کو چلتی بس پر ایک لڑکی سے ریپ کیا جاتا ہے اور پوری قوم یک زبان ہو کر اُس کی گرفتاری کا مطالبہ کرتی ہے تو چند دنوں کے اندر مجرم پکڑا جاتا ہے۔ اس کے خلاف مقدمہ چلتا ہے اور وہ سزا سے ہمکنار ہوتا ہے۔ تو پھر پاکستان میں کیوں نہیں؟ اربوں کا بجٹ جو پولیس اور سیکورٹی فورسز پر خرچ ہوتے ہیں، کیا ان کا کام صرف VIP اور حکمرانوں کو پروٹوکول دینا اور ان کی کوٹھیوں پر پہرے دینا ہے یا لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کرنا بھی ہے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب نے پولیس کے ہاتھوں قصور میں احتجاج کرنے والوں پر فائرنگ سے ہلاک ہونے والے دو افراد کو 30،30 لاکھ دینے کا اعلان کیا ہے، لیکن پولیس سے کون پوچھے گا کہ لوگوں کی بچیوں کی عزتیں اور عصمتیں تار تار ہوں تو وہ احتجاج بھی نہ کریں تو کیا کریں اور کیا احتجاج کا جواب گولی ہے۔ پورے ملک میں اس سفاکی کے خلاف جس طرح احتجاج ہوا ہے اور قومی اسمبلی میں بھی یہ زیر بحث رہا ہے، اگر اس سے قوم جاگ گئی ہے تو یقیناً یہ خوش آئند ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ زینب کا قتل ہونا ضرور رنگ لائے گا اور اگر صرف زبانی جمع خرچ ہے تو یہ بہت افسوس ناک ہے، اس کا بہرحال حساب دینا ہوگا۔ یہاں نہیں تو اُس دنیا میں جہاں خدا کی گرفت سے کوئی نہیں بچ سکتا۔